ید اللہ علی الجماعۃ (ترمذی) لا جماعۃ الا بامارۃ (دارمی)

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

حافظ محمد عبداللہ روپڑی محدث رحمہ اللہ

حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 34 | جمعۃ المبارک 29 اگست تا 6 ستمبر 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

نیکی اور بدی کی پہچان

حضرت نواس بن سمعانؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ. ''نیکی خوش خلقی ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو اسے ناپسند کرے کہ لوگ اس سے باخبر ہوں'' (مسلم) حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اپنی عادات اور معاملات میں حسن وخوبی پیدا کرنا خوش خلقی ہے۔ نیکی انسان کے دل میں ایک سرور وحلاوت پیدا کرتی ہے جس سے انسان طبعی طور پر سکونت محسوس کرتا ہے۔

انسان فطرتی طور پر سلیم الطبع پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکے دل میں نیکی اور بدی کی تمیز کرنے کی صلاحیت رکھی ہے۔ اس سلسلے میں انسان کا ضمیر بہترین منصف ہے جو اسے نیکی وبدی کی پہچان کرا دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ ''اور قسم ہے روح کی اور جس نے اسے درست کیا، پھر اسے نیکی اور بدی سمجھائی، تحقیق جس نے اپنی روح کو پاک کر لیا وہ کامیاب رہا اور جس نے اسے آلودہ کیا وہ برباد ہوا'' (الشمس: 7 تا 10)

معلوم ہوا کہ انسانی روح اپنی فطرت سے نیکی اور خیر کی طلبگار ہے، گناہ اسے قطعاً پسند نہیں لیکن یہ اسی صورت ممکن ہے جب تک انسان کے دل کا آئینہ صاف وشفاف ہے۔ اس کے برعکس اگر انسان اسے جرائم اور گناہوں سے مسلسل آلودہ کرتا رہا تو پھر ایک مرحلہ ایسا بھی آئے گا کہ نیکی کی پہچان مٹ کر رہ جائے گی اور برائی غالب آ جائے گی پھر اس کے کفر کے درمیان بہت تھوڑا فاصلہ رہ جائے گا۔

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ. منافق کی تین نشانیاں ہیں جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وہ وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے، جب اسے امانت سونپی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الایمان باب علامة المنافق ج ا ص 205 رقم الحدیث:33)

معاشرے کے امن کی تباہی کے اسباب میں سے ایک سبب نفاق ہے۔ جس آدمی کے دل میں نفاق ہو وہ ہمیشہ امن کی بربادی کے لیے کوشاں رہتا ہے اگرچہ ظاہری طور پر وہ امن کے قیام اور اصلاح احوال کا ہی دعویٰ کیوں نہ کرتا ہو جبکہ حقیقت میں وہ کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا جس سے ملت کا نقصان نہ ہو۔ اسی لیے شریعت نے نفاق کی سزا جہنم بتلائی ہے اور اہل ایمان کو اس کی علامات بتلاتے ہوئے ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنے کا بھی حکم دیا ہے۔

جب ہم خیر القرون کی طرف دیکھتے ہیں تو اس دور میں ابھرنے والے تمام فتنوں کا محور منافقین کی غلط افواہیں تھیں۔ ان افواہوں نے اُمہات المومنین کو معاف نہیں کیا، جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے متعلق غلط افواہ پھیلا کر ان کے کردار کو مشکوک بنانے کی مذموم کوشش کی گئی۔ حتیٰ کہ اس قدر زبردست پروپیگنڈا کیا کہ بعض صحابہ کرامؓ بھی اس کا شکار ہو گئے۔ خود رسول اللہ ﷺ بڑے پریشان ہوئے اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیمار ہو گئیں۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہ کی براءت نازل فرما کر آپ کو تسلی دی اور منافقین کے جھوٹ کو واضح کر کے اسے بہتان عظیم قرار دیا۔

اسی طرح سیدنا عثمان غنیؓ کے متعلق مختلف قسم کی باتیں بنانے والے دراصل اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے، لیکن انھوں نے سارا کھیل اس طریقہ سے کھیلا کہ کئی پختہ ایمان والے بھی ان (منافقین) کی باتوں میں آ گئے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر کے اُمت مسلمہ کو ایسے فتنوں میں مبتلا کیا کہ آج تک اُمت مسلمہ اس فتنہ سے نہیں نکل سکی۔ اسلام نے ایسے گروہ کی مختلف علامتیں بتلائی ہیں جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ سے واضح ہے کہ منافق جب بھی بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرے کبھی اسے وفا نہیں کرتا اور امانت میں خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔

موجودہ حالات کو اگر اس فرمان رسول کے تناظر میں دیکھیں تو وطن عزیز میں نام نہاد اور خود ساختہ قیادت کے دعویداروں کے ایک ماہ کے بیانات پڑھنے سے ان کا اصل چہرہ قوم کے سامنے عیاں ہو جاتا ہے کیونکہ روزانہ وہ کوئی نیا راگ بڑے اچھے طریقے سے الاپتے قوم کو بیوقوف بنا رکھا ہے حتیٰ کہ جو آپس میں ہی دست و گریبان ہے۔ وہ نام نہاد قیادت اس بات پر نادم نہیں ہوتی بلکہ وہ اسے فخریہ انداز میں کامیابی قرار دیتے انقلاب اور نئے پاکستان کی نوید اور بنیاد قرار دیتے ہیں۔

ہفت روزہ
تنظیم اہلِ حدیث
لاہور

جماعت اہل حدیث
کی
خصوصی ترجمان

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ

ادار یہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

پرجوش دھرنے عزت بچاؤ پروگرام میں تبدیل

14 اگست کو پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان اور عوامی تحریک کے سربراہ طاہر القادری اپنی اپنی ریلیاں لے کر لاہور سے اسلام آباد روانہ ہوئے۔ تعطیل کا دن تھا، زندہ دلان لاہور موج میلہ دیکھنے کے لیے جوق در جوق جمع ہوئے اور چند گام رہروان انقلابات کے ہمراہ لاہور کی شاہراہوں پر ہمرکاب رہے۔ کثرت ازدہام رہنمایان گرامی کے لیے مہمیز ثابت ہوا اور انھوں نے اپنے اپنے جتھوں کو مژدہ جانفزا سنایا کہ ہمارے اسلام آباد پہنچنے سے پہلے ہی وزیراعظم رخت سفر باندھ چکے ہوں گے۔ ریلیوں میں شامل پیر و جوان خورد و کلاں، مرد و زناں اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہونے کے نشہ میں سرشار منزل بہ منزل بسوں، ویگنوں میں خرمستیاں کرتے ہوئے زیرو پوائنٹ اور دوسرا قافلہ آبپارہ مارکیٹ پر خیمہ زن ہوا۔ شب بسری کے بعد صبح دم شکایات کے انبار لگ گئے۔ کچھ بچاری تو راستے میں ان پر ہونے والی وارداتوں پر شکوہ کناں تھیں جبکہ دوسرے کیمپ والیوں نے اپنی داستان خونچکاں سناتے ہوئے بتایا کہ رات کو اپنی عزت بچانے کے لیے بھاگ کر مولوی کے کیمپ میں پناہ لی۔

یہ بات سابق ایڈیشنل سیکرٹری الیکشن کمیشن افضل خان کے بیان کی طرح بے ثبوت نہیں بلکہ اخبارات گواہ ہیں اور پھر کوئی شک شبہ تھا تو عمران خان نے اپنی تقریر دلپذیر میں یہ فرما کر رفع کر دیا کہ آئندہ لڑکیوں کو نہ چھیڑنا قافلے منزل پر ڈیرے ڈال چکے ہیں لیکن وزیراعظم کے کسی نامعلوم منزل کی جانب روانگی کی کوئی اطلاع نہ ملی۔ اگلے دن شام سے امیدوار "امیر المومنین" کا خطاب شروع ہوا کہ وہ نہ تو پاکستانی پارلیمنٹ کو تسلیم کرتے ہیں، نہ ہی آئینی اداروں کو مانتے ہیں، نہ جمہوریت نہ الیکشن غرضیکہ وہ تو صرف عوامی انقلاب کو مانتے ہیں۔ نیز وزیراعظم، وزیراعلیٰ پنجاب کو فی الفور گرفتار کیا جائے، ان کے نام E.C.L میں شامل کر دیے جائیں۔ مذاکرات کے دروازے مستقل بند اور انقلاب یا شہادت؟

ادھر آزادی انقلاب کے "ہیرو" فرما رہے تھے کہ رات گیارہ بج کر پچپن منٹ پر حکومت کے بارہ بج چکے ہوں گے۔ وزیراعظم کا استعفیٰ اور ان کی گرفتاری، اسمبلیاں تحلیل کی جائیں، الیکشن کمیشن ان کی مرضی

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
مینجر: حافظ عبدالظاہر عاذب
0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ الاعراف	6
توحید اور اس کی عظمت	9
اصلاح معاشرہ	12

زرتعاون

فی پرچہ......10 روپے
سالانہ......500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

کا تشکیل دیا جائے۔ وسط مدتی الیکشن کا اعلان غیر جانبدار عبوری انتظامیہ اور وغیرہ وغیرہ رات بارہ بج گئے۔ حکومت مستعفی نہ ہوئی، صاحب انقلاب اپنے گروہ کے مردوزناں کو چھوڑ کر بنی گالہ خوبصورت ناچ دکھانے والے مخیّ سے وزیر اعلیٰ خیبر پختونخواہ K.P.K ہاؤس باقی لیڈر فائیو سٹار ہوٹلوں میں اور انقلابی بے چارے کھلے آسمان تلے تیز بارش کو نذرانہ انقلاب پیش کرتے رہے۔

اگلے روز شام کو پھر کنٹینر کے اوپر رہنمایانِ گرامی نمودار ہوئے۔ درمیان میں پنکابرائے عمران خان بھی جلوہ افروز عطاء اللہ عیسیٰ خیلوی "میری جان" کی سریلی آواز پر تتلیوں کا رقص شروع ہوا اور نوجوان لڑکے جذبات سے بے قابو رقص و سرود کی اس محفل کے دوران "ایاك نعبدو ایاك نستعین" کہتے ہوئے عمران خان "طوفانی انقلاب" الاپ رہے تھے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ رقص کے وقفے کے دوران عمران خان خطاب فرما رہے تھے یا خطاب میں وقفے کے دوران رقص و سرود کا شیطانی کھیل کھیلا جارہا تھا۔ دن میں کئی بار خطاب کے دوران حکمرانوں کو بھاگنے کی خبر سنائی جاتی۔ ایک سلفی عقائد کے دینی جریدے میں رقص و سرود کی اس تصویر کشی پر شرم محسوس ہوتی ہے اور اس سے آگے میں وہ کچھ نہیں لکھ سکتا جو اخبار "جنگ" 22 اگست میں ایک کالم نگار نے رات بارہ بجے کے بعد کی داستانیں تحریر کی ہیں۔ میرے پاس ایسی مصدقہ اطلاعات ہیں کہ جنھوں نے اس دھرنے کو اس "بازار" کا رنگ دیا، لیکن اس جریدے کا تقدس مانع ہے۔

بہر حال جب حکومت نے ان دھرنوں کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی تو وزارت داخلہ کو آگے نہ بڑھنے کی یقین دہانی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ریڈ زون کی طرف پیش قدمی کا ایک دن پہلے اعلان فرمایا۔ ان کا خیال تھا کہ اب حکومت تشدد کے ذریعے ہمیں ریڈ زون میں جانے سے روکے گی، یوں انقلاب کو خون مل جائے گا اور یہاں سے بھاگنے کا بہانہ بھی۔ ادھر انقلابی بے چارے اپنے ہی پھیلائے ہوئے تعفن سے تنگ آئے ہوئے تھے اور جگہ تبدیل کرنا چاہ رہے تھے۔ ریڈ زون کی طرف قافلوں کو لے کر چلے لیکن کوئی راستہ روکنے کے لیے نہیں آیا۔ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے الگ الگ دھرنے دیے گئے۔ انقلابی بے چارے پولیس اور اسمبلی سیکورٹی والوں کی منتیں کرتے رہے کہ عوامی اور آزادی انقلاب تو بعد میں آتا رہے گا ہمارے اندر کے انقلاب کے لیے اسمبلی کے واش روم تک تو ہمیں رسائی دے دو۔ ادھر سے صاف انکار کے بعد اسمبلی ہال کے باہر آلائشوں کے ڈھیر لگ گئے، تعفن پھیل گیا۔ عمران خان دن میں کئی کئی بار نواز شریف کو برطرف کر کے حکومت سے مذاکرت کے دروازے بند رکھنے کا اعلان کر کر کے تھک گئے تو ادھر مذاکرات کے دروازے کھول دیے۔

ادھر حکمرانوں کو شک میں ڈالنے کے لیے کہ دریا میں چھلانگ میں نے خود لگائی، مجھے تو کسی نے دھکا دیا ہے۔ ادھر اپنے انقلابیوں کو مطمئن کرنے کے لیے اعلان کیا کہ اگلے اڑتالیس گھنٹوں میں ایمپائر انگلی کھڑی کر دے گا۔ ادھر ہر مسئلہ آئین میں رہتے ہوئے گفت وشنید سے حل کرنے پر تقاریر شروع ہوگئیں یا تو مذاکرات کا نام ہی نہیں سننا چاہتے تھے یا پھر مذاکرات کے لیے اپنی پارٹی کی کمیٹی تشکیل دے دی۔ دوسری طرف عوامی انقلاب والے مولانا جو انقلاب لائے بغیر واپس جانے کی بجائے شہادت کو ترجیح دیتے ہیں۔

ویسے یہ مولانا بڑے دلچسپ، خوابی اور خیالی ہیں۔ جب یہ انقلاب بپا کرنے کے لیے لاہور پہنچے تو کسی لاہوری نے ان کے بیان کے مطابق S.M.S ان سے منسوب کر کے چلا دیا کہ میں شہید ہونا چاہتا ہوں اور میری سیکورٹی میں اضافہ کر دیا جائے کیونکہ مجھے جان کا خطرہ ہے۔ انھوں نے بھی مذاکرات کے دروازے پر قفل ڈال کر چابی کینیڈا بھیج دی، اب جبکہ "نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن" کی کیفیت سے دوچار ہیں۔ تو ارشاد فرمایا میں تو ابلیس، ابولہب اور ابوجہل سے بھی بات کرنے کو تیار ہوں۔ اگر ان کے تازہ فرمودہ پر کوئی تبصرہ کر دیا تو وہ برامان جائیں گے۔ ان کی خدمت میں تو اتنا ہی عرض ہے کہ اتنی بلندی سے ایک دم اتنی پستی میں نہ گریں، ان کو سینے سے نہ لگائیں کیونکہ یہ ہمیں اپنی جان اولاد، والدین اور پوری کائنات سے محبوب ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے دشمن ہیں۔

شیخ الاسلام ہم اپنے دشمنوں کو تو گلے سے لگا سکتے ہیں۔امام کائنات ﷺ کے دشمنوں پر کروڑ بالعنت بھیجتے ہیں،مہربانی فرما کر اپنے اندر کے نظریات کو اس پاک دھرتی پر نہ پھیلائیں،انھیں کینیڈا تک ہی محدود رکھیں۔عمران خان کے بارے میں مختصراً اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔

میرے محبوب کے بس دو ہی نشاں ہیں
زبان پہ گالیاں مجنون سی باتیں

حکمرانوں کے بارے میں ان کی مہذب زبان تو ہم ٹی وی پر دس دنوں سے سن رہے ہیں۔مخبوط الحواس اتنے ہیں کہ بات کرنے کے بعد کوئی توجہ دلائے تو سمجھتے ہیں۔فرمایا پاکستانیو اپنی رقمیں بینکوں کے ذریعے نہ بھیجو ہنڈی کے ذریعے بھیجو۔جب ان کو بتایا گیا کہ جناب ہنڈی کے ذریعے رقوم کی منتقلی پوری دنیا کے ممالک میں جرم شمار کی جاتی ہے اور آپ تو پاکستان کے وزیر اعظم بن کر یہاں سے جانے والے ہیں دنیا کو کیا جواب دیں گے؟ تو اگلی دن فرمایا یہ میری غلطی تھی۔ایمپائر اگلے اڑتالیس گھنٹے میں انگلی کھڑی کر دے گا۔

انھوں نے ایک طرف فوج کے بارے میں عوام کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کیے۔دوسری طرف اپنے خلاف خوابیدہ قوتوں کو بیدار اور متحد کر دیا۔اب ہر شہر گلی کوچے میں ان دھرنوں کے خلاف ہزاروں پر مشتمل ریلیاں نکل رہی ہیں۔پورے ملک کے وکلاء نے متحد ہو کر ان دھرنوں کے خلاف ایمپائر کے خلاف آواز اٹھائی ہے اور عمران خان نے ذی شعور طبقے میں اپنے خلاف نفرت پیدا کر لی ہے کہ وہ کسی نادیدہ طاقت کے کہنے پر دھرنے دے رہے ہیں،پھر خان صاحب کی سیاست ہی نہیں عقل وخرد پر داد دیجیے کہ نکلے تھے استعفے لینے،لیکن استعفے دے کر اب پچھتا بھی رہے ہیں۔

ان کی مذاکراتی ٹیم کے سینئر رکن جناب شاہ محمود قریشی میڈیا پر آ کر یوں بے بسی کے ساتھ اپنا مقدمہ پیش کر رہے تھے کہ رحم آتا تھا۔فرمایا ہمارا کوئی مطالبہ نہیں صرف ایک مطالبہ ہے کہ میاں نواز شریف صاحب ایک مہینہ رخصت پر چلے جائیں۔اپنا من پسند رکن اسمبلی عارضی طور پر کرسی پر بٹھائیں۔وہ وضاحت فرما رہے تھے کہ حکومت ان کی رہے گی، اسمبلی میں اکثریت ان کی رہے گی،بیوروکریسی ان کی تعینات کردہ ہی رہے گی۔ایک مہینے میں جوڈیشل کمیشن اپنا کام مکمل کرے اور میاں نواز شریف صاحب پھر وزارت عظمٰی کا منصب سنبھال لیں۔ان کے الفاظ لب ولہجہ اور وضاحت سب کچھ واضح کر رہے تھے کہ میاں صاحب ہمیں اپنی عزت بچا کر واپس گھر جانے کا بہانہ تو دے دو۔ادھر خان صاحب کی اپنی پارٹی میں استعفوں کے مسئلے پر پھوٹ پڑ چکی ہے۔ہر دم ان کو انگیجنٹ کرنے والے شیخ رشید اور چوہدری برادران نے مستعفی ہونے سے صاف انکار کر دیا ہے۔جناب وزیر اعظم جس دھیمے لہجے اور تحمل وبردباری سے مسئلے کو حل کر رہے ہیں وہ مثالی ہے،اب اس متعفن ماحول سے انقلابی فرار چاہ رہے ہیں عوامی اور آزادی انقلاب اب مسخروں کا سرکس بن چکا ہے۔

گزشتہ روز خان صاحب نے فرمایا میں نیا پاکستان اس لیے بنانا چاہتا ہوں کہ میں شادی کر سکوں اور پھر دیر تک اپنے اس مسخرے پن پر خود ہی قہقہے لگاتے رہے۔دھرنے کے اس دن کے خطابات میں دونوں انقلابیوں نے مظلوم فلسطینیوں کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں ادا کیا۔ آئی،ڈی،پیز جن مشکلات سے دوچار ہیں ان کا ذکر تک نہیں کیا۔ان کے اس ڈرامے سے ملک سات سو ارب کا نقصان اٹھا چکا ہے۔اب دونوں بہانہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ کس طرح عزت بچا کر یہ نعرہ لگا سکیں کہ ہم نے فتح حاصل کر لی ہے لیکن بدقسمتی سے انھیں اسی تنخواہ پر گزارہ کرنا پڑے گا۔

ویسے اگر عالم اسلام کے ممالک پر نظر دوڑائیں تو عراق، افغانستان،شام،یمن،مصر غرضیکہ اکثر اسلامی ممالک میں ایک غیبی طاقت نے خانہ جنگی پیدا کی ہوئی ہے جبکہ پاکستان اس سے محفوظ تھا۔غور کیجیے کہ اس ملک کو خانہ جنگی کی کیفیت سے دوچار کرنے کے لیے اس غیبی طاقت نے کن کو استعمال کیا ہے اور پھر اس شاطر طاقت نے پہلی بار یہ طریقہ سکھایا ہے کہ ان دھرنوں کو کامیاب کرنے کے لیے یہودیت کے آزمائے ہوئے صنفی طریقے کو استعمال کیا جائے۔حکمران محتاط رہیں،عزت بچاؤ پروگرام کا اختتام قریب ہے۔ان شاء اللہ

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

دن اور رات کے نوافل کی ادائیگی کا طریقہ

سوال: نماز ظہر سے پہلے اور بعد کتنی رکعت بطور سنت ادا کی جائیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا کیا اجر بتلایا ہے؟ جبکہ ہمارے ہاں عموماً ظہر سے پہلے چار رکعت دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں کیا یہ طریقہ سنت مطہرہ کے مطابق ہے یا چار رکعت سنت بھی دو دو کر کے پڑھی جائیں؟ اور نماز تہجد دو دو رکعت کر کے پڑھی جائے یا چار رکعات اکٹھی ادا کی جا سکتی ہیں؟ سائل: محمد اشرف بٹ، جوہر ٹاؤن لاہور

الجواب بعون الوھاب:

سیدہ اُم حبیبہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. ''جو شخص ایک دن میں بارہ رکعات نفلی نماز ادا کرتا ہے اس کے لیے ان رکعات کے بدلہ میں جنت کے اندر گھر تیار کیا جاتا ہے۔'' (ابوداود ابواب التطوع ورکعات السنۃ ص 215رقم الحدیث: 1250مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا باب فضل السنن الراتبۃ ج 3جز 6ص 7رقم الحدیث:728)

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے ان کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کی ہے۔ ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو رکعت، مغرب کے بعد دو، عشاء کے بعد دو اور فجر سے پہلے دو۔ (ابوداود ابواب التطوع ورکعات السنۃ ص216رقم الحدیث:1251)

سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ حَافَظَ عَلٰى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حُرِّمَ عَلَى النَّارِ. جو شخص ظہر سے قبل چار اور ظہر کے بعد چار رکعت ادا کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کی آگ کو حرام کر دیتے ہیں۔ (ابوداود کتاب الصلاۃ باب الاربع قبل الظھر وبعدھا ص:218رقم الحدیث:1269)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا. رسول اکرم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور بعد میں دو رکعت پڑھتے تھے۔ (ترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء فی الاربع قبل الظھر جز2ص 416رقم الحدیث:422)

سیدنا ابوایوب انصاری سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيْهِنَّ تَسْلِيْمٌ تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ. ظہر سے پہلے ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھی جانے والی چار رکعتوں کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (ابوداود کتاب الصلاۃ باب الاربع قبل الظھر ص 218رقم الحدیث: 1270) ان روایات سے ثابت ہوا کہ ظہر سے پہلے چار سنتیں اور ظہر کے بعد نمازی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چار سنتیں پڑھے یا دو سنتیں ادا کرے اور ان کا اجر جہنم کی آگ کا حرام ہونا بتلایا گیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى ''رات اور دن کی (نفلی) نماز دو، دو رکعت ہیں۔'' (ابوداود کتاب الصلاۃ باب صلاۃ النھار ص 222رقم الحدیث: 1295ترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء صلاۃ اللیل والنھار مثنی مثنی جز2ص555رقم الحدیث:597) اسی طرح دوسری روایت میں ہے: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ. رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھتے اور دو رکعت کے درمیان سلام پھیر لیتے تھے۔ (ترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء فی الاربع قبل العصر جز2ص 419رقم الحدیث:427) (بقیہ:8)

کس طرح ہوا کند تیرا نشتر تحقیق

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 15)

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ﴿﴾ لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿﴾ "یقیناً جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا، ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے اور ہم مجرموں کو ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں ﴿﴾ ان کے لیے بچھونا بھی جہنم کا ہوگا اور اوڑھنا بھی جہنم کا ہوگا اور ہم ظالموں کو ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں ﴿﴾"

مشکل الفاظ کے معانی

يَلِجَ: وہ گھس جائے، وہ داخل ہو جائے

سَمِّ الْخِيَاطِ: سوئی کا ناکا

مِهَادٌ: بچھونا

غَوَاشٍ: اوڑھنا

ماقبل سے مناسبت

سابقہ آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو جھٹلانے اور اللہ کی ذات پر ایمان نہ لانے والوں کے لیے جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہنا بتلایا ہے اور ان آیات کریمہ میں ان کا جنت میں داخلہ محال اور ان کے اچھے اعمال قبول نہ کرنے کا فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

التوضیح:

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی اکرم ﷺ کی رسالت کو جھٹلانے والوں کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے یعنی ان کے نیک اعمال آسمانوں کی طرف اُٹھائے نہیں جائیں گے جو کہ ان کے اعمال کی عدم قبولیت پر اللہ کا فیصلہ ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿﴾ "اللہ تعالیٰ تو صرف پرہیزگاروں ہی کا عمل قبول فرماتا ہے۔" (المائدہ:27)

بعض نے اس سے مراد کفار اور نافرمانوں کی روحوں کے لیے آسمان کا دروازہ نہ کھلنا مراد لیا ہے اور وہ اس کی تائید میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ امام کائنات ﷺ نے فاجر و فاسق کی روح قبض کیے جانے کے متعلق فرمایا تھا کہ موت کے فرشتے اسے اوپر لے کر جاتے ہیں تو وہ فرشتے جس جماعت کے قریب سے بھی گزرتے ہیں تو وہ جماعت کہتی ہے کہ یہ کس قدر خبیث روح ہے، وہ فرشتے انھیں بتاتے ہیں کہ یہ فلاں انسان کی روح ہے۔ وہ اس کا بدترین نام لیتے ہیں جس کے ساتھ اُسے دنیا میں بلایا جاتا تھا، یہاں تک کہ فرشتے اس کی روح کو لے کر آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہ آسمان کے دروازے کو کھلوانا چاہتے ہیں لیکن اس کے لیے آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ﴿﴾ (الموسوعة الحديثية مسند امام احمد بن حنبل ج30 ص499 رقم الحدیث: 18534)

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا افراد کی روحوں اور اعمال کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔

ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ توحید و رسالت کا انکار کرنے والے انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہمیشہ کے لیے دور کردیا جاتا ہے۔ اُس کا جنت میں داخلہ ایسا محال ہے جیسا کہ اونٹ سوئی کے ناکے (وہ سوراخ جس میں دھاگہ ڈالا جاتا ہے) میں داخل ہوجائے۔ نہ ایسا ہوگا اور نہ ہی جنت کی خوشبو پاسکے گا بلکہ اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

لفظ "الْجَمَلُ" اور اقوال

(1) بعض صحابہ کرامؓ نے اس سے اونٹ مراد لیا ہے۔

(2) سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ اس سے مراد اونٹنی کا نر بچہ مراد لیتے ہیں۔

(3) مجاہد اور عکرمہؒ نے ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے کہ وہ جیم پر ضمہ اور میم پر شد پڑھا کرتے تھے (الْجُمَّلُ) اس کا معنی موٹے رسے کا سوئی کے سوراخ سے گزر جانا ہے۔

(4) بعض نے جیم اور میم دونوں پر بغیر تشدید کے ضمہ پڑھا ہے اور اس کا معنی شیر ہے یعنی وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک اونٹ یا اونٹ کا بچہ یا موٹا رسا جس کے ذریعے درخت پر چڑھا جاتا ہے یا شیر جب تک سوئی کے سوراخ میں داخل نہ جائیں۔

(تفسیر قرطبی ج9 ص 221-220)

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ نافرمانوں اور مجرمین کا انجام بتلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کا بستر بھی آگ کا ہوگا اور ان کا اوڑھنا یعنی لحاف بھی جہنم کی آگ کا ہوگا اور ظالموں کو ہم اسی طرح سزا دیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کی انتہائی ناراضگی ہوگی۔

اخذ شدہ مسائل

(1) کفار کے اچھے اعمال بھی بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں ہوتے۔ ان کے اعمال اور روحوں کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔

(2) جنت آسمان میں ہے لہٰذا آسمان کے دروازے بند کرکے کفار کے لیے جنت کے تمام راستے بند کردیے جاتے ہیں۔

(3) کفار کا جنت میں داخلہ اس طرح محال ہے جس طرح اونٹ یا موٹے رسے کا سوئی کے سوراخ سے گزرنا مشکل ہے۔

(4) ظالموں کا اوڑھنا بچھونا جہنم میں آگ کا ہوگا۔

(5) ظالم لوگ روز قیامت اپنے اعمال کی سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔

بقیہ: توحید اور اس کی عظمت

سیاسی اقتدار کی ضمانت

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا وَتَمْلِكُوْا بِهَا الْعَرَبَ وَتَدِيْنُ لَكُمْ بِهَا الْعَجَمُ "لوگو! لا الٰہ الا اللہ پڑھ لو کامیاب ہو جاؤ گے، اس کے ذریعے تم عرب کے مالک بن جاؤ گے اور عجم کے لوگ تمہارے مطیع ہو جائیں گے" (الرحیق المختوم: باب البشارات بالنجاح)

جنت میں داخلے کی ضمانت

عَنْ وَهْبِ ابْنِ مُنَبِّهٍ قِيْلَ لَهُ أَلَيْسَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ إِلَّا وَلَهُ أَسْنَانٌ فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ "حضرت وہب بن منبہ سے کسی نے یہ سوال کیا کہ لا الٰہ الا اللہ جنت کی چابی نہیں ہے؟ انھوں نے فرمایا کیوں نہیں؟ لیکن ہر چابی کے دندانے (پیچ) ہوا کرتے ہیں اگر تو پیچ دار چابی سے تالا کھولے گا تو کھل سکتا ہے (بصورت دیگر تیرے لیے دروازہ نہیں کھل سکتا۔)" (رواہ البخاری فی ترجمۃ الباب)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ "سیدنا معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس کا آخری کلام لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

(رواہ ابوداؤد: کتاب الجنائز باب فی التلقین)

اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ: إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَأَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ

الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ''جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اس پر ثابت قدم رہے یقیناً اُن پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں وہ ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو بلکہ اُس جنت کے بارے میں خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھی ہوں گے، وہاں جو چاہو گے تمہیں ملے گا اور جس چیز کی تمنا کرو گے اُسے پاؤ گے۔ یہ مہمان نوازی اُس رب کی طرف سے ہے جو بڑا غفور ورحیم ہے۔'' (حم السجدہ: 30تا32)

بقیہ: مولانا جان محمد حقانیؒ

آپ قرآن میں سورت فاتحہ بھی پڑھتے ہیں مگر غیر اللہ سے مدد بھی مانگتے ہو اور عبادت بھی کرتے ہو، انبیاء و اولیاء کے نام کے وظیفے بھی کرتے ہو، ان کو اپنی مشکلات اور حاجات میں پکارتے بھی ہو، یہی تو ان کی عبادت ہے۔ آپ ذرا غور سے قرآن کی سورت انبیاء کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان حضرات نے اپنی اپنی حاجات میں کس کو پکارا؟ جیسے یہ بیماری کے وقت خود شفاء حاصل نہیں کر سکتے تو تمہیں کیا شفا دیں گے، جو خود بے اولاد ہے وہ تمہیں کیسے اولاد دے گا؟ جو اپنی مشکل حل نہیں کر سکتا وہ تیری کیا مشکل حل کرے گا؟ جو خود محتاج ہے وہ تیرا داتا کیسے بن سکے گا؟ محترم نہ کوئی مختار کل ہے، نہ کوئی عالم الغیب۔ نہ کوئی حاضر و ناظر ہے، نہ کوئی دستگیر۔ نہ کوئی غوث ہے، نہ کوئی گنج بخش اور نہ ہی کوئی غریب نواز ہے۔ یہ تمام صفات صرف اس ذات کی ہو سکتی ہیں جو زمین و آسمان اور ساری مخلوق کا خالق ہے۔ زمین و آسمان اور ساری مخلوق بنانے میں کوئی حصہ دار ہے تو بتاؤ؟ لاؤ دلیل اگر تم سچے ہو تو'' (مومن کی راہ: ص:13 تا15)

مولانا صاحبؒ نے پوری زندگی قرآن وحدیث ہی کی اشاعت کی ہے، آپ امامت وخطابت کے ساتھ شاعری بھی بہت اچھی کرتے تھے آپؒ نے تین ایکڑ زمین بطور انعام رکھی ہوئی تھی کہ ہمارے مسلک کی کوئی ایک بات کتاب وسنت کے خلاف ثابت کرو اور فوراً تین ایکڑ زمین کا قبضہ اور انتقال وصول کرو۔

قرآن وحدیث کی برکت کی وجہ سے باطل پرست آپ سے دور بھاگتے تھے۔ آپ نے اللہ کی محبت پانے کے لیے جو دین کا کام کیا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آپ عالم باعمل تھے۔ آپؒ نے توحید و سنت کو پھیلانا اپنی زندگی کا نصب العین بنا رکھا تھا۔ میرا تجربہ یہ کہتا ہے: ہمارے گاؤں کے ہم عصر لوگوں میں سب سے عظیم انسان'' مولانا جان محمد حقانیؒ'' تھے۔

بقیہ: دارالافتاء

امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيَخْتَارَانِ الْفَضْلَ ''رات اور دن کی نماز دو، دو رکعت پڑھنی چاہیے اور یہی افضل ہے۔'' (ترمذی باب ماجاء فی الاربع قبل العصر رقم الحدیث: 427)

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى ۔ ایک آدمی نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ رات کی نماز کس طرح پڑھنی چاہیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو دو رکعت کر کے ادا کی جائے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الوتر باب ماجاء فی الوتر ج6 ص87 رقم الحدیث: 990 مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب صلاۃ اللیل مثنی مثنی ج3 جز6 ص26 رقم الحدیث: 749)

صورت مسئولہ میں نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ وہ سنتوں اور نماز تہجد کو دو، دو رکعت کر کے ادا کرے یا چار اکٹھی ادا کرے، مگر دن اور رات کی نفلی نماز کو دو، دو رکعت کر کے ادا کرنا بہتر اور افضل ہے اور سنتیں باقاعدگی سے پڑھنی چاہئیں کیونکہ ان سنتوں کا اجر رسول اللہ ﷺ نے جنت میں گھر اور جہنم کی آگ کا حرام ہونا بتلایا ہے۔ یاد رہے جان بوجھ کر ہمیشہ اس عظیم عمل کو ترک کرنے والا عنداللہ مجرم ہوگا۔

توحید اور اس کی عظمت

میاں محمد جمیل کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان

توحید کی اہمیت

توحید کی اہمیت جاننے کے لیے لازم ہے کہ ہم ان حالات کا مطالعہ کریں جن حالات میں انبیائے کرام کو مبعوث کیا گیا تھا۔ قرآن مجید ہمارے سامنے یہ حقیقت کھول کر بیان کرتا ہے کہ ہر نبی کی بعثت سے پہلے اس کی قوم گمراہی کے آخری درجے پر پہنچ چکی تھی۔ ہر قوم کی بدقسمتی کی انتہاء یہ تھی کہ اس کے سیاسی اور مذہبی راہنما اپنی قوم کے دینی اور دنیاوی مسائل حل کرنے میں مکمل (TOTEL) ناکام ہو چکے تھے۔

ان حالات میں رسول کی بعثت عمل میں لائی جاتی، جس شخصیت کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنایا وہ ظاہری اور جوہری اعتبار سے اپنے دور کی منفرد اور ممتاز شخصیت ہوا کرتی تھی۔ اس دور میں بے شمار ہنگامی مسائل موجود ہوتے تھے مگر کسی نبی نے اپنی دعوت کا آغاز وقتی اور ہنگامی مسائل سے نہیں کیا بلکہ ہر نبی نے مسائل کا حل عقیدۂ توحید کو ہی قرار دیا۔

بعید ترین ماضی کی بجائے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے حالات پر غور فرمائیں آپ کی بعثت کے وقت دنیا کے لوگ بالخصوص عرب اخلاقی، سماجی معاشی اور سیاسی مسائل میں اس طرح گھرے ہوئے تھے کہ ہر مسئلہ اپنی انتہاء (PEAK) کو پہنچا ہوا تھا۔

عورتوں کو پاؤں کی جوتی تصور کیا جاتا تھا یہاں تک کہ غیرت کے نام پر بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا۔ غلاموں پر ظلم کی انتہا یہ تھی گویا کہ وہ جانور ہیں اور اس بناء پر انھیں انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا گیا۔ امن وامان کی صورت حال اس قدر ناگفتہ بہ ہو چکی تھی کہ قافلوں کے قافلے لوٹ لیے جاتے۔ غربت کا عالم یہ تھا کہ عربوں کی اکثریت دو وقت کی روٹی کی تلاش میں سرگرداں رہتی تھی۔ لوگ مسائل کے بھنور میں اس طرح پھنس چکے تھے کہ اس سے نکلنے کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ ”اندھیروں پر اندھیرے چھائے ہوئے، وہ اپنا ہاتھ نکالے تو اسے دیکھ نہ پائے جسے اللہ روشنی عطا نہ کرے اسکے لیے روشنی کہاں ہوگی“ (النور:40) تو ایسے لوگوں کے متعلق ہی خالق کائنات فرماتے ہیں: وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ”اگرچہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے۔“ (الجمعہ:2)

ان حالات میں آپ ﷺ سے اعلان کروایا گیا: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ”اے نبی! (ﷺ) فرمادیں کہ اے لوگو! بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنایا گیا ہوں۔ وہ اللہ جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔“ (الاعراف:158)

ایک اور مقام پر فرمایا: كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ”یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے، تاکہ آپ لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں اور اس کے راستے کی طرف بلائیں جو غالب اور بڑا لائق تعریف ہے“ (ابراہیم:1)

دعوت کا شدید ردعمل

اگر اللہ کے نبی چاہتے تو کسی ایک ہنگامی مسئلہ پر لوگوں کو جمع کر سکتے تھے اور یہ آسان طریقہ اور راستہ ہوتا مگر آپ نے اپنی دعوت کا آغاز

اسی نقطہ سے کیا جس نقطہ سے پہلے انبیائے کرام نے دعوت کا آغاز کیا تھا کیونکہ یہی فطری اور اصل طریقہ تھا اور ہے۔ یہی وہ نسخہ کیمیا ہے جس سے تڑپتی ہوئی انسانیت سکون پاتی ہے اور ہر کوئی اپنے فرائض کی ادائیگی پر لگ جانے کی وجہ سے اپنے حقوق پاتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز اللہ کا خوف اختیار کرنے اور قولو لا الہ الا اللہ سے کیا اور یہی آپ کو حکم ہوا۔ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ''اے کپڑا اوڑھ کر لیٹنے والے، اٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو۔''

(المدثر: 1 تا 3)

حدیث شریف میں ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ اَبُوْ لَهَبٍ وَّقُرَيْشٌ فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ. ''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی: ''آپ ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں'' تو نبی ﷺ نکلے اور صفا پہاڑی پر جلوہ افروز ہوئے آپ نے آواز پر آواز دی اے بنو فہر! اے بنو عدی! اسی طرح آپ نے قریش کے تمام قبائل کو پکارا، یہاں تک کہ وہ سب آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ جو شخص نہ آ سکا تو اس نے معاملہ معلوم کرنے کے لیے اپنا نمائندہ بھیج دیا۔ ابولہب اور قریش کے لوگ بھی آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑ کی اوٹ سے ایک لشکر نکل رہا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک لشکر وادی سے نکل کر تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے ہاں میں جواب دیا اور کہا کہ ہم نے آپ کے بارے میں ہمیشہ سچائی کا تجربہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اس شدید عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہیں اپنی لپیٹ میں لینے والا ہے، یہ سن کر ابولہب کہنے لگا تو تباہ ہو جائے کیا تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا؟ اس پر یہ سورت نازل ہوئی تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ و برباد ہو جائے'' (رواہ البخاری: باب وانذر عشیرتک الاقربین)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ''ان لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ انھی میں سے ایک ڈرانے والا آ گیا ہے، کافر کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے اور بڑا جھوٹا ہے۔ کیا اس نے تمام معبودوں کی جگہ بس ایک ہی معبود بنا لیا ہے، یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ قوم کے سردار یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ لوگوں کو سمجھاؤ کہ اپنے معبودوں پر قائم رہو یہ بات تو کسی خاص مقصد کے لیے کی جا رہی ہے۔ یہ بات ہم نے پہلے زمانہ میں کسی سے نہیں سنی یہ تو ایک بناوٹی بات ہے۔ کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کیا گیا ہے۔'' (ص: 4 تا 8)

ارشاد خداوندی ہے: وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ''جب یہ کافر لوگ نصیحت سنتے ہیں تو تمہیں ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں کہ گویا تمہارے قدم اکھاڑ دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے'' (القلم: 51) دوسرے مقام پر فرمایا: وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ''اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کو پکارنے کے لیے کھڑا ہوا تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔'' (الجن: 19) تیسرے مقام پر فرمایا: وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ''اور یقیناً انھوں نے اپنی ساری چالیں چلیں مگر ان کی ہر

تلوار گری ہاتھ نہ اٹھا مرے آگے

چال کا توڑ اللہ کے پاس تھا اگرچہ ان کی چالیں ایسی تھیں کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں۔'' (ابراہیم:46)

عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنِّي لَقَائِمٌ بِسُوقِ الْمَجَازِ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ لَهُ وَهُوَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوا وَرَجُلٌ يَتْبَعُهُ يَرْمِيهِ بِالْحِجَارَةِ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ كَذَّابٌ فَلَا تُصَدِّقُوهُ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ هٰذَا غُلَامٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ الَّذِي يَزْعَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا الَّذِي يَفْعَلُ بِهِ هٰذَا؟ قَالَ هٰذَا عَمُّهُ عَبْدُ الْعُزّٰى) ''طارق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ کے مجاز نامی بازار میں کھڑا تھا جب ایک آدمی بازار میں داخل ہوا اور وہ جبہ پہنے ہوئے تھا۔ وہ کہہ رہا تھا اے لوگو! اس بات کا اقرار کرلو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، فلاح پا جاؤ گے۔ دوسرا آدمی اس کے پیچھے پیچھے اُسے پتھر مار رہا تھا اور کہہ رہا تھا لوگو! اس جھوٹے کی بات کو نہ مانو میں نے پوچھا یہ دعوت دینے والا کون ہے؟ اُس نے کہا یہ بنو ہاشم کا ایک فرد ہے جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتا ہے میں نے پوچھا کہ جو اُسے پتھر مار رہا ہے وہ کون ہے؟ اُس نے کہا یہ اس کا چچا عبدالعزیٰ ہے (ابولہب) (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ: باب قدوم طارق بن عبداللہ وأصحابہ علی النبی)

توحید مسائل کا تریاق اور نبی معظم ﷺ کی طرف سے پانچ ضمانتیں

شدید ردعمل سامنے آنے کے باوجود آپ ﷺ نے لوگوں کو ان کے معاشی، معاشرتی اور سیاسی مسائل کے حل کی ضمانت دی۔ یہاں تک کہ انھیں ان کے سابقہ جرائم کی معافی کا مژدہ سنایا اور جنت کی گارنٹی دی۔

سابقہ جرائم کی معافی

عن عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷛ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلِأُبَايِعَكَ فَبَسَطَ يَمِينَهُ قَالَ فَقَبَضْتُ يَدِي قَالَ مَا لَكَ يَا عَمْرُو قَالَ قُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ بِمَاذَا قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ

''سیدنا عمرو بن عاص ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اپنا دایاں ہاتھ آگے کریں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کرلیا۔ آپ پوچھتے ہیں اے عمرو! کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ ایک شرط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں۔

ارشاد ہوا کہ وہ کونسی شرط ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے گناہ معاف کردیے جائیں۔ فرمایا عمرو تو نہیں جانتا یقیناً اسلام پہلے گناہوں کو ختم کردیتا ہے؟ اسی طرح ہجرت کرنے سے بھی پہلے کے گناہ ختم ہوجاتے ہیں اور یقیناً حج سے بھی سابقہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔'' (رواہ مسلم: کتاب التفسیر باب قول اللہ تعالیٰ وانذر عشیرتک الاقربین)

امن وامان اور غربت کے خاتمے کی گارنٹی

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷛ يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَشْكُو الْعَيْلَةَ وَالْآخَرُ يَشْكُو قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَمَّا قَطْعُ السَّبِيلِ فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكَ إِلَّا قَلِيلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيرُ إِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيرٍ وَأَمَّا الْعَيْلَةُ فَإِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتّٰى يَطُوفَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ لَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ ..... ''عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کے پاس دو آدمی آئے۔ ایک نے غربت کی شکایت کی اور دوسرے نے امن وامان کے تہہ و بالا ہونے کا شکوہ کیا۔ جس نے راستے کے کٹ جانے یعنی امن وامان کی شکایت کی اس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایک وقت آئے گا کہ بغیر حفاظتی گارڈز کے مکہ سے قافلے نکلیں گے یعنی امن وامان قائم ہوجائے گا۔ یہاں تک کہ غربت کا معاملہ ہے۔ قیامت اس وقت قائم نہیں ہوگی جب تک صدقے لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔''

(رواہ البخاری: باب الصدقۃ قبل الرد)

(بقیہ: ص 8)

اصلاحِ معاشرہ

احسان الحق شاہ

انفرادیت سے اجتماعیت کی جانب

آج ہر شخص کی خواہش ہے کہ ہر طرف میرا ہی چرچا ہو، جبکہ ہمارا مذہب ہماری اجتماعی سربلندی اور تعارف چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز باجماعت کا ثواب 27 گنا زیادہ ہے۔ مسجد نبوی میں لوگ زیادہ ہوتے ہیں وہاں اس کا ثواب 1000 گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ بیت اللہ جو دنیا کا مرجع ہے اس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ نماز باجماعت کی تاکید، نماز جمعہ کا اہتمام، عیدین پر میدان میں حاضری کی فرضیت اور حج کی فرضیت یہ سب اجتماعیت کی طرف توجہ مبذول کرانے کے آفاقی طریقے ہیں۔ امام کائنات ﷺ کا ارشاد ہے: عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ "جماعت کو لازم پکڑو" ایک اور مقام پر فرمایا: يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ "جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے" کہیں فرمایا: جو جماعت سے الگ ہوا اس کی مثال ریوڑ سے الگ ہو جانے والی بکری کی طرح ہے، جس کو اکیلے پا کر بھیڑیا اُچک کر لے جاتا ہے۔

بلا تحقیق کسی کے بارے میں غلط رائے کا اظہار کرنے کی ممانعت

آج ہمارے اندر یہ کمزوری عام ہے، ہم خواہ مخواہ دوسروں کے متعلق بدگمانی کا شکار رہتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ بدگمانی سے منع کر رہے ہیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ "اے ایمان والو زیادہ بدگمانی نہ کیا کرو، اس لیے کہ بعض اوقات بدگمانی گناہ ہوتی ہے۔" (الحجرات)

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر کفار نے الزام لگایا تو بعض مسلمان بدگمانی کا شکار ہو گئے اور وہی باتیں کرنے لگے جو دشمن کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی صفائی دی تو ساتھ ان لوگوں کے لیے اسی کوڑوں کی سزا بھی مقرر کر دی چنانچہ سیدنا مسطحؓ کو حد لگی۔

بعض اوقات بدگمانی کا نتیجہ لڑائی کی صورت میں سامنے آتا ہے قرآن نے تو اس میں یہاں تک احتیاط برتنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا: وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا "اگر تمہیں کوئی اجنبی سلام کرے تو یوں نہ کہنا کہ تم تو مومن نہیں ہو" بلکہ حکم دیا: إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ۔ پہلے پہلے چند مسلمان ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ مشرکین نے اپنا وفد نجاشی کے پاس بھیجا جس نے نجاشی کو ان مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے اور اُکسانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، لیکن وہ بادشاہ سمجھدار تھا کہنے لگا کہ میں ان کو بلا کر ان کے خیالات بھی معلوم کر لوں، اُس نے بدگمانی نہیں کی بلکہ تحقیق کی اور آخر کار کہہ اٹھا کہ میرے عیسوی دین اور ان کے پیغمبر ﷺ کے لائے ہوئے دین میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے۔ زوجین میں بھی اکثر اختلافات بدگمانی کی بناء پر ہی ہوتے ہیں۔

حقوقِ والدین

جس طرح کائنات میں اللہ تعالیٰ کا ثانی کوئی نہیں اسی طرح انسانی معاشرے میں والدین کا ثانی کوئی نہیں۔ قرآن مجید میں بھی والدین کا حق سب سے مقدم رکھا گیا۔ الغرض والدین کی خدمت وسیلۂ نجات ہے

حقوقِ زوجین

حدیث میں ہے: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کا سلوک اپنے اہل خانہ کے ساتھ اچھا ہے اور میرا سلوک میرے اہل خانہ کے ساتھ بہتر ہے۔ اہل کا لفظ مرد و عورت واحد و جمع سب کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے۔ گویا وہ مرد سب سے اچھا ہے جس کا اپنے بچوں اور بیوی کے ساتھ اچھا سلوک ہے، اسی لیے زوجین کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے۔ اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جو اپنی بیوی اور اپنے مابین (ازدواجی) معاملات کو باہر بیان کرتا ہے، اگر عورت ایسا کرے گی تو وہ بھی اسی لعنت کی سزاوار ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَ

لِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ مردوں کے لیے ان کی کمائی اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی، اگر زوجین میں سے ایک فریق اپنے حقوق کی ادائیگی میں سستی کرے گا تو اس کے اپنے حقوق سلب ہونے کا خدشہ اور خطرہ لاحق ہوگا اس لیے اس نازک رشتے کی بقاء کے لیے ادائیگی حقوق میں کوتاہی ممنوع ہے۔

اولاد کے حقوق

اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اولاد نہ ہو تو گھر بے رونق لگتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اولاد دے تو اسکے بھی حقوق ہیں ان کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنا، انھیں نیکی کی طرف مائل کرنا، ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی دعائیں کرنا، ان کی اچھی تربیت کرنا، جوان ہونے پر ان کے لیے اچھے رشتے کی تلاش اور بروقت نکاح کا انتظام کرنا والدین پر فرض ہے نیز ان میں برابری ومساوات سے کام لیا جائے۔

اپنی جان کے حقوق

جہاں اوروں کے حقوق کا خیال رکھنا ہم پر فرض ہے وہاں اپنی جان کے حقوق ادا کرنا بھی فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ ہماری اپنی جان کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟ شاید ہم نے اس طرف کبھی غور ہی نہیں کیا اور اگر کیا ہے تو محض مادی مفادات کی حد تک کیا ہے۔ انسان کی روح اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ معلوم ہے کہ امانت کی حفاظت کتنی ضروری اور اہم ہے؟ ہم اسے تباہ ہونے سے بچانے کی کوشش کریں، ایسی کوئی بات یا کام نہ کریں کہ ہماری جان ہم پر وبال بن جائے۔ زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے، یہ ہر وقت قینچی کی طرح چلتی اور کاٹتی پھرتی ہے، اس کی حفاظت انتہائی ضروری ہے۔

حدیث میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بات کرو تو اچھی کرو، ورنہ خاموش رہو۔ جب ایک شخص زبان سے ناشائستہ بات کرتا ہے تو نہ صرف اپنی زبان گندی کرتا ہے بلکہ اپنے اعمال نامے کو بھی خراب کرتا ہے

سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر صبح جسم کے تمام اعضاء زبان سے ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ اللہ کے واسطے محتاط رہنا نہ خود برباد ہونا اور نہ ہمیں برباد کرنا (مستدرک حاکم)

انسانی اعضاء کو جس کام (اللہ تعالیٰ کی عبادت) کے لیے پیدا کیا گیا ہے ان سے وہی کام لیا جائے اور جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان سے انھیں محفوظ رکھنا چاہیے۔ خواہ مخواہ اپنے آپ کو تکلیف اور مشقت میں ڈالنا جائز نہیں۔ جیسا کہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ تین صحابہ کرام ؓ بیٹھے تھے۔ ایک بولا کہ میں تاحیات دن کو روزے سے رہوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ساری زندگی رات کو سوؤں گا نہیں بلکہ اللہ کی عبادت کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں ساری عمر شادی نہیں کروں گا۔ نبی کریم ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو انھیں بلا کر فرمایا: میں کبھی روزے رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا، رات کو سوتا بھی ہوں اور جاگ کر عبادت بھی کرتا ہوں اور میں نے شادیاں بھی کی ہیں۔ یاد رکھو! جس نے میرے طریقے سے منہ موڑا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ حج کے موقع پر ایک شخص سواری ہوتے ہوئے بھی پیدل چل رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: اے اللہ کے بندے! اپنی سواری پر سوار ہو جا، اس نے عرض کی کہ میں نے پیدل حج کرنے کی منت مانی تھی۔ یہ سن کر رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: ''یہ کوئی نیکی نہیں۔'' یعنی اسلام میں خود ستائی کا کوئی تصور نہیں، اسی وجہ سے خودکشی حرام ہے۔ جانی اور جسمانی تکلیف کے پیش نظر سفر میں نماز قصر کا حکم، روزے کی چھوٹ اور بیماری میں تیمم کی اجازت اسی لیے دی گئی ہے بلکہ اگر کھانے کو کچھ نہ ملے اور جان کو خطرہ لاحق ہو تو اس وقت مردار وغیرہ حرام چیزوں کے استعمال کی بھی اجازت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ۔ لباس میں بھی جسم کے حقوق کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے اس لیے اچھے لباس سے جسم کی تزئین ضروری ہے۔ ایک شخص کو آپ ﷺ نے پراگندا حال میں دیکھ کر فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی ہو یعنی انسان خوش حال ہو تو اس کی نعمتوں کا اثر ظاہر بھی ہونا چاہیے۔

قرآن مجید میں ہے: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ آپ ﷺ نے باوقار اور ستر پوش لباس کی تلقین فرمائی اور اس کو سراہا۔ ایک شخص کو

شلوار پہنے دیکھ کر فرمایا: نعم الستره بہترین پردہ پوشی ہے۔ آپ نے فرمایا: قرب قیامت عورتیں ایسا لباس پہنیں گی کہ کپڑا پہنے ہوئے بھی ننگی ہوں گی۔ کاسیات عاریات مائلات ممیلات کپڑے پہن کر ننگی پھرنے والیاں، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والیاں اور خود ان کی طرف مائل ہونے والیاں ہوں گی۔ آپ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اس لیے لباس کی درستگی اور شائستگی از حد ضروری ہے۔

ایک شخص کو آپ نے عورتوں کی طرح وضع قطع میں دیکھ کر فرمایا کہ اسے مدینہ سے باہر نکال دو۔ ایک دفعہ ایران کے بادشاہ نے بعض افراد کو نبی اکرم ﷺ کو شہید کرنے کی غرض سے بھیجا، ان کی داڑھیاں صاف اور مونچھیں بڑی بڑی تھیں۔ آپ نے انھیں دیکھا تو منہ دوسری طرف پھیر لیا ہاتھ کے اشارے سے صحابہ کرامؓ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ ایران سے آئے ہیں، پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ وہ بولے کہ ہمارے رب (ایران کے بادشاہ) نے ہمیں اس کا حکم دے رکھا ہے، آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: میرے مالک نے تو مجھے مونچھیں کٹانے اور داڑھی کو نہ چھیڑنے کا حکم دے رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے آنے کا مقصد پوچھا تو ان کے منہ سے سچ نکل گیا کہ ہمیں آپ کو قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے، آپ ﷺ نے سن کر فرمایا: تمھارا بادشاہ خود آج رات اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہو چکا ہے، وہ بہت حیران ہوئے اور واپس چلے گئے۔ بعد میں آپ کی بات حرف بحرف سچ ثابت ہوئی اور کیوں نہ ہوتی، ناطق وحی جو تھے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

نباتات کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے سب کچھ انسان کے لیے ہی پیدا کیا ہے، اس لیے انسان کی ضرورت اور بقاء کے لیے ان تمام چیزوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر نباتات ختم ہو جائیں تو دنیا قحط سالی کا شکار ہو جائے گی۔ انسانوں کے علاوہ بے شمار جانور بھی نباتات پہ گزارہ کرتے ہیں، ان کا وجود بھی خطرے میں پڑ جائے گا اور آہستہ آہستہ زمین پر زندگی کے آثار ختم ہو جائیں گے۔

زمانہ قدیم میں فاتح قومیں مفتوحہ علاقوں میں درخت کاٹ ڈالتی تھیں اور کھیتوں کو جلا دیا کرتی تھیں تاکہ اس علاقے کے لوگ قحط سالی کا شکار ہو کر کمزور ہو جائیں۔ امام کائنات ﷺ نے اس بات سے اپنی امت کو منع فرمادیا اور ہر جنگ کے موقع پر آپ کی ہدایات میں یہ بات ضرور شامل ہوا کرتی تھی کہ نہ وہاں درخت کاٹے جائیں اور نہ ہی فصلیں تلف کی جائیں۔ اس کا ایک فائدہ یہ سامنے آیا کہ ان مفتوحہ علاقوں کی خوراک کا بوجھ دولتِ اسلامیہ پر نہیں پڑتا تھا۔ اس کے بالمقابل آپ ﷺ نے شجر کاری کی طرف خاص طور پر امتِ مسلمہ کو متوجہ اور راغب فرمایا ہے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ جس کسی نے کوئی درخت لگایا تو جو کوئی اس سے فائدہ اٹھائے گا، درخت لگانے والے کی جانب سے اس پر صدقہ ہوگا۔ کسی جانور نے کھایا، یا کسی پرندے نے اس کے پتے یا پھل کو کھایا، یا کسی انسان نے اس سے فائدہ اٹھایا تو وہ اس کی طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔

جانوروں کے حقوق

نباتات کے برعکس جانوروں کے دکھ درد کو ہم محسوس کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ بھی ہمیں اچھا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے ایک زندگی بھر کی خطا کار زانیہ کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اور ایک بلی کو پیاسا مارنے کی وجہ سے عورت کو جہنم رسید کر دیا گیا۔

ایک اونٹ نے آپ ﷺ کے حضور پیش ہو کر اپنے مالک کا شکوہ کیا کہ وہ مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے اور کھانے کو کم دیتا ہے، صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں اس اونٹ کی آنکھوں سے تکلیف اور غم کے آنسو جاری تھے۔ نبی پاک ﷺ نے اس کے مالک کو بلا کر اس جانور کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم فرمایا لہٰذا ہمیں بھی جانوروں کی بھوک، پیاس اور سردی گرمی کا خیال رکھنا چاہیے، ان پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے۔ بیمار اور زخمی جانور کے ساتھ خصوصی رعایت کرنی چاہیے، ان کو مارنے سے حتی الامکان گریز کرنا چاہیے، اگر ضروری ہو تو پھر پٹائی میں حدِ اعتدال سے آگے نہ بڑھیں، منہ پر مارنے سے بڑی سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ جانور کو گالی نہ دیں، بے زبان جانور کو گالی دینا اس کے خالق کو گالی دینے

غالب تھا ہر اک دین پہ جب دینِ حجازی

کے مترادف ہے۔ جو لوگ جانوروں پر ظلم کرتے ہیں، ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالتے اور بے رحمی سے ان کی پٹائی کرتے ہیں۔

ذرا سوچیں کہ اگر اللہ نے انھیں جانور بنایا ہوتا اور یہی سلوک ان کے ساتھ ہوتا تو ان پر کیا گزرتی۔ انسانو! شکر کرو کہ تم ان کے مطاع ہو مطیع نہیں ہو چونکہ جانور بھی انسان کی خاطر پیدا کیے گئے ہیں اس لیے کھانے کے لیے جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ دوسرے گوشت خور جانوروں اور انسانوں میں فرق نمایاں ہو۔

پانی کے حقوق

پانی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ زمین کی روئیدگی، نباتات، حیوانات اور انسان کے لیے پانی کا وجود انتہائی ضروری ہے۔ سائنسدانوں اور ڈاکٹروں کے بقول انسان تین دن سے زیادہ پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ خالق کائنات نے زمین پر ایک حصہ خشکی اور تین حصے پانی رکھا ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ پانی کے استعمال میں حد سے زیادہ تجاوز نہ کرو۔ ایک شخص کو آپ ﷺ نے وضو کرتے دیکھا جو پانی بے جا استعمال کر رہا تھا، آپ نے اسے پانی کے ضیاع سے روکا اور فرمایا کہ دریا کے کنارے بیٹھ کر بھی پانی کے استعمال میں اسراف جائز نہیں۔

وقت کے حقوق

وقت بھی حقوق کا متقاضی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا انعام ہے کہ جو ہاتھ سے نکل جائے تو پھر کبھی ہاتھ نہیں آتا اور ہمارے پاس سوائے تلیاں ملنے کے کوئی چارہ نہیں رہ جاتا اس لیے ضروری ہے کہ جو وقت جس کام کے لیے مقرر ہے اسے اسی وقت انجام دیا جائے تاخیر کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ ہم دیکھتے ہیں کائنات کا نظام اوقات کے تحت چل رہا ہے، دن کو اللہ نے تلاش معاش اور رات کو آرام کے لیے بنایا ہے۔ دن ہو یا رات، عارضات زندگی سے نمٹنے کے لیے کوئی قید نہیں لگائی گئی، لہو ولعب اور فضولیات میں وقت ضائع کرنا بھی کفران نعمت ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت پوچھیں گے: اولم نعمرکم کیا ہم نے تمھیں زندگی نہیں دی تھی جو چاہتا اس زندگی میں نصیحت حاصل کر لیتا۔

اگر عبادت کے لیے مخصوص اوقات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے تو بقیہ وقت بھی عبادت ہی شمار ہوگا۔ مثلاً اگر عشاء کی نماز باجماعت پڑھ کر سو گئے اور صبح اٹھتے ہی نماز ادا کی تو ہمارا سونا بھی عبادت شمار ہوگا۔ کسی نے ایک صحابی سے پوچھا کہ ہم نے تو اتوار کو صرف عبادت کے لیے مختص کر رکھا ہے تم ایسا کیوں نہیں کرتے، تو انھوں نے جواب دیا کہ ہمارا تو سارا وقت عبادت میں ہی گزرتا ہے، ہم جو کام کرتے ہیں اللہ کے حکم اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق کرتے ہیں تو وہ کام بھی عبادت شمار کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کافر قیامت کے روز دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرے گا کیونکہ اس نے پہلی زندگی میں سارا وقت ضائع کیا ہوگا: قالوا ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحاً انا موقنون.

بقیہ: درس حدیث

ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے منافق کے متعلق فرمایا: جس میں مندرجہ ذیل چار خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اس کے منافق ہونے میں کوئی شک نہیں (۱) امانت میں خیانت کرنا (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) وعدہ خلافی کرے اور عہد کی پاسداری نہ کرے (۴) جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اُتر آئے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الایمان باب علامۃ المنافق ج ۱ ص 209-208 رقم الحدیث: 34) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی منافق کی علامت یہ بھی بتلائی ہے کہ وہ اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر وفاداری تبدیل کر لیتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوٓا أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ "اگر تمھیں فتح ملے تو کہتے ہیں کیا ہم تمھارے ساتھ نہ تھے" (النساء: 141) اسی طرح ان کی ایک اور علامت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو خوفزدہ کر کے ان میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (الاحزاب: 33)

وطن عزیز کی قیادت کا دعویٰ کرنے والوں میں آج یہ تمام چیزیں بدرجہ اتم میں موجود ہیں۔ اگر ہم وطن عزیز کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں من حیث القوم ایسے لوگوں سے ہوشیار اور خبردار رہنا پڑے گا جو انقلاب اور نئے پاکستان کے نام پر حوا کی بیٹیوں کو اپنے انفرادی مفادات کی خاطر سڑکوں اور پارکوں میں لا کر ایک ایسے کلچر کو متعارف کروا رہے ہیں جسے دیکھ کر انسانیت بھی شرماتی ہے اور اقوام عالم وطن عزیز کا مذاق اڑا رہی ہیں۔

ہوں مستجاب کیسے پنی دعائیں عالم

اخلاق حسنہ تعلیمات نبویہ ﷺ کی روشنی میں

قاری طلحہ رشید

اخلاق ایک جامع لفظ ہے جو کئی ایک صفات عالیہ مثلاً: خوش مزاجی ملنساری، رواداری اور بردباری کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ ان سب اوصاف کو اپنانے کا (ایمان باللہ اور اسلامی عبادات بجالانے کے ساتھ ساتھ) بندۂ مومن سے نہ صرف مطالبہ کیا گیا ہے بلکہ انھیں لازمی وضروری قرار دیا گیا ہے کیونکہ نیک خصائل انسان کے اعمال کی قبولیت اور نجات اُخری کا باعث ہیں۔ اس کے بغیر عبادات ضائع و مردود، بندہ سزا کا مستحق اور جنت کا حصول تک ناممکن ہو جاتا ہے۔

حسن اخلاق کی اہمیت کے پیش نظر اسلام نے اپنے پیروکاروں کو اعلیٰ اخلاق و کردار کا نمونہ بننے اور رذائل اخلاق رذیلہ سے اجتناب کرنے پر زور دیا ہے۔ جس کا اندازہ ہم رسول اکرم ﷺ کے بیانات سے بخوبی لگا سکتے ہیں آپ ﷺ نے اپنی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ ''میں عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔'' (سنن الکبری بیہقی: 20782)

رسول اللہ ﷺ نے جہاں اپنی اُمت کو اچھی عادات اختیار کرنے کی تعلیم دی وہاں اپنی عملی زندگی سے بہترین اخلاق کا عمدہ نمونہ بھی پیش کیا۔ آپ ﷺ کی ذات بالا صفات، اخلاق حسنہ کا پیکر اور اوصاف حمیدہ کا مجسمہ تھی۔ قرآن کریم نے آپ ﷺ کے بلند پایہ اخلاق کی گواہی دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ''اور بیشک آپ ﷺ اخلاق کے بڑے مرتبے پر فائز ہیں۔'' (القلم: 4)

قرآن مجید میں ہی ایک اور مقام پر آپ ﷺ کی نرم مزاجی کو لوگوں کی آپ کے ہاں قربت کا وسیلہ تجویز کر کے آپ کو عفو و درگزر کرنے، باہمی مشاورت اور ان کے لیے بخشش طلب کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

فرمان الٰہی ہے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ''(اے پیغمبر ﷺ) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے ہو، ورنہ اگر کہیں تم تندخو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔ ان کے قصور معاف کردو، ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو۔'' (آل عمران: 159)

رحمت دو عالم ﷺ کا اعلیٰ رویہ اپنوں کے لیے تو تھا ہی، اسلام دشمن بھی اس سے محروم نہ تھے بلکہ کئی تو آپ ﷺ کے اسی وصف کے سبب حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ ﷺ کے کریمانہ اخلاق کی کتب احادیث و تاریخ میں متعدد امثالیں ملتی ہیں جن میں سے چند کا اشارتاً تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت ثمامہ بن اُثال ؓ جنھیں بطور جنگی قیدی لا کر مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھا گیا تھا تین دن تک اخلاق مصطفیٰ ﷺ دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ بلا جبر و اکراہ اسلام قبول کیے بغیر نہ رہ سکے۔

اس واقعہ سے جہاں نبی رحمت ﷺ اور آپ کے اصحاب ؓ کی حسن عادات کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر نہیں بلکہ بذریعہ خوش خلقی پھیلا ہے۔ (سنن ابوداؤد: 2679) اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے قریش مکہ کہ جنھوں نے آپ ﷺ کو کئی طرح کے مصائب سے دوچار کیا بوقت انتقام معاف کر دینا۔

(ابن الجوزی الوفا 2/27-34)

ہندہ کہ جس نے جنگ اُحد میں آپ ﷺ کے پیارے چچا سیدنا حمزہ ؓ کا کلیجہ چبایا (صحیح بخاری: 3825) اور وحشی جس نے سید الشہداء حضرت حمزہ ؓ کو شہید کیا، کے ساتھ رحم و کرم کا مظاہرہ کرنا۔ (السہیلی الروض الانف 3/152-162-169)

ابو سفیان جس نے فوج لے کر مدینہ پر چڑھائی کی تھی کے لیے رحمت کا وسیع دامن پھیلا دینا۔ (صحیح مسلم: 1780) اسی طرح حدیبیہ کے میدان میں گرفتار کیے گئے ستر قیدیوں کو بغیر فدیہ و سزا کے چھوڑ دینا۔ (محمد حسین ہیکل، حیات محمد ص: 235)

سیدنا ثمامہؓ کو مکہ والوں کے لیے غلہ مجد بند کرنے سے منع کرنا (صحیح بخاری:4372) صحن مسجد نبوی میں پیشاب کرنے والے بدو کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے پر صحابہ کرامؓ کو روکنا اور اسے احسن انداز میں سمجھانا۔ (صحیح بخاری:220) جنگ بدر کے قیدیوں کی مہمانوں کی طرح خاطر و مدارات اور آسائش و آرام کا خیال رکھنا۔ (الوفا:229/2) جنگ حنین میں چھ ہزار قیدیوں کو بغیر کسی شرط اور جرمانے کے نہ صرف آزاد کرنا بلکہ ان میں سے بعض کو اپنے پاس سے آزادی کا معاوضہ دے کر رخصت کرنا۔ (صحیح بخاری:4318-4319)

آپ ﷺ کا درخت کے ساتھ تلوار لٹکائے نیچے استراحت فرمانا اور کسی آدمی کا آ کر آپ کی تلوار سے ہی آپ ﷺ کو ستانا اور آپ کا عفو و درگزر فرمانا۔ (صحیح بخاری:2910) ایک عام صحابی (جو مسجد کی صفائی کرنے والا تھا) کی وفات کی خبر پانے پر قبر پر جا کر دعا مانگنا۔ (صحیح بخاری:458) ایک بدو کا مطالبہ سامان کے سلسلہ میں آپ ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر اس حد تک کھینچنا کہ نشان پڑ گئے اور آپ ﷺ کا اسے سزا دیے بغیر کہنا اسے ایک اونٹ پر کھجوریں اور ایک پر جو لاد دو۔ (صحیح بخاری:3149)

نجران کے عیسائیوں کے وفد کا مسجد نبوی میں اپنے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی خواہش کا آنحضرت ﷺ سے اظہار کرنا اور آپ ﷺ کا اجازت مرحمت فرمانا۔ (ابن ہشام السیرۃ النبویہ 574/1)

اہل طائف کی بدسلوکی و بدتمیزی اور لہولہان کرنے پر فرشتوں کا ان کو ہلاک و برباد کرنے کے لیے آپ ﷺ کے پاس آنا اور آپ کا ان کے لیے بھی بددعا کرنے کی بجائے دعائے ہدایت کرنا اور فرمانا: ان اللہ تعالی لم یبعثنی طعانا ولا لعانا ولکن بعثنی داعیة ورحمة ''اللہ کریم نے مجھے لعن طعن کرنے کے لیے نہیں بلکہ داعی بنا کر اور رحمت کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔'' (شعب الایمان:13751) سیدنا حضرت انس بن مالکؓ کا دس سال آپ ﷺ کی خدمت کرنا اور عرصہ دراز میں آپ کا کبھی اُف تک بھی نہ کہنا۔

(ابوداؤد:4774)

سبھی اس بات کی دلیل ہیں کہ اخلاق فاضلہ نبی مکرم ﷺ میں دنیا کے تمام لوگوں سے بدرجہ اتم موجود تھے۔ چونکہ حسن سلوک کئی فضائل اور بیشتر دنیوی و اُخروی اعلیٰ نتائج کا پیش خیمہ ہے اس سلسلہ میں دیگر فرمودات نبوی پیش خدمت ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان من اکمل المومنین ایمانا احسنھم اخلاقا ''ایمان والوں میں سے کامل ترین ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق ان میں سب سے اچھے ہوں۔'' (سنن ترمذی:2612)

اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں ایمان کے کمال کا معیار جس چیز کو ٹھہرایا گیا ہے وہ حسن اخلاق ہی ہے۔ یہی وہ پھل ہے کہ جس سے ایمان کے درخت کی پہچان ہوتی ہے۔ اسلام میں نماز، روزہ کی اہمیت ظاہر ہے لیکن بسا اوقات اچھے اوصاف کو بھی ان کی قائم مقامی کا شرف حاصل ہو جاتا ہے جس طرح کے حدیث میں مذکور ہے: ان الرجل لیدرك بحسن خلقه درجة قائم اللیل وصائم النھار ''اس سے پتہ چلتا ہے کہ نفل نمازوں میں رات بھر کی شب بیداری اور نفلی روزوں میں دن بھر کی بھوک اور پیاس سے جو درجہ حاصل ہوتا ہے اس کا حصول صالح اخلاق سے بھی ممکن ہے۔'' (مستدرک حاکم:199)

اسی طرح اہمیت اخلاق کے پیش نظر فرمایا: انما من شیئ یوضع فی المیزان اثقل من حسن الخلق ''روز قیامت جب ذرے ذرے کا حساب ہوگا تو اس وقت میزان میں عمدہ برتاؤ سے وزنی کوئی چیز نہ ہوگی۔'' (سنن ترمذی:2003) ایک حدیث میں آپ ﷺ سے نیکی کی بابت پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے خوش اخلاقی کو ہی نیکی قرار دیا: سئل رسول اللہ عن البر فقال: البر حسن الخلق. (صحیح مسلم:2553)

خوف الٰہی ہمراہ بلند مرتبہ اخلاق کو رسول اللہ ﷺ نے دخول جنت کے ذرائع میں سے سب سے بڑا ذریعہ بیان کیا۔ سئل رسول اللہ عن اکثر ما یدخل الناس الجنة فقال: تقوی اللہ وحسن الخلق.
(سنن ترمذی:2004)

ایسے ہی قیامت کے دن اپنا سب سے زیادہ محبوب اور مجلس کے اعتبار سے اپنے سب سے زیادہ قریب اس شخص کو قرار دیا جو اخلاقی رویوں کی دولت سے مالا مال ہو: ان رسول اللہ قال: ان احبکم الی واقربکم منی مجلسا یوم القیامة احسنکم اخلاقا.

(الجامع فی الحدیث لابن وهب:479)

مذکورہ بالا آیات، احادیث و واقعات سے عمدہ اخلاق و کردار کی قدر و قیمت آشکارا ہوتی ہے اور سمجھ آتی ہے کہ اسلام اور اخلاق ایسا حسین امتزاج ہے جس سے بندۂ مومن کی دنیا کامیاب اور آخرت سنورتی ہے۔

اس دل پہ خدا کی رحمت ہو جس دل کی یہ حالت ہوتی ہے

اچھے اخلاق سے آراستہ ہونے کے دو ہی بنیادی طریقے ہیں ایک یہ کہ انسان اس سلسلہ میں منقول تعلیمات نبویہ پر عمل پیرا ہو اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دست دعا دراز کرے جس طرح آپ ﷺ کہتے تھے: اللهم كما حسنت خلقي فحسن خلقي. ''اے اللہ جس طرح تو نے میری صورت خوب بنائی ہے میری سیرت کو بھی اچھا کر دے۔'' (عمل اليوم والليلة لابن السني ص: 163)

اسی طرح سے اخلاق حسنہ کو سیکھنے اور اخلاق مذمومہ سے بچنے کیلئے یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے: اللهم اهدني لاحسن الاخلاق لا يهدي لاحسنها الا انت واصرف عني سيئها لا يصرف عني سيئها الا انت. ''اے اللہ! میری بہتر سے بہتر اخلاق کی طرف رہنمائی فرما کیونکہ تیرے علاوہ کوئی عمدہ اخلاق کی راہ دکھانے والا نہیں اور مجھے برے اخلاق سے پھیر دے کیوں کہ تیرے سوا کوئی اخلاق سیئہ سے پھیرنے والا نہیں۔''

(مسند احمد: 803)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایمان، عمل صالح اور اخلاق حسنہ کو اپنانے کی توفیق بخشے۔ آمین

میاں محمد حنیف جوارِ رحمت میں

مولانا عنایت اللہ امین

موت سے کسی کو چھٹکارہ نہیں ہے اسے تو اپنے وقت مقررہ پر آنا ہی ہے۔ یکم رمضان کو جماعت اہلحدیث ہیر کھائی صف اول کے نمازی میاں محمد حنیف بھی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون. مرحوم علمائے کرام کے بڑے قدردان تھے، اپنوں اور بیگانوں سے انتہائی مودت اور خلوص بلکہ پدرانہ شفقت سے پیش آتے تھے۔ اکثر ذکر و اذکار میں مشغول رہتے اور قرآن مجید کی تلاوت باقاعدگی اور کثرت سے کرتے تھے مرحوم ایک سچے دین دار انسان تھے، اسلامی تعلیمات کو انھوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہوا تھا، ہر کام سنت نبوی کے مطابق کرنے کی حتی الوسع کوشش کرتے اور خلاف سنت کام سے بہت نفرت کرتے تھے، خاندان روپڑیہ کی انتہاء درجہ عزت و احترام کرتے تھے اور حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا معین الدین لکھوی اور حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی کی خدمات جلیلہ کے معترف تھے

حقیقت یہ ہے کہ مرحوم ایک نہایت متقی و پرہیزگار انسان تھے، وہ دل میں حسد، بغض اور کینہ نہیں رکھتے تھے بلکہ ہر مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے: اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِيْهِمْ بطور رشک و رغبت کسی مومن کے اچھے اوصاف بیان کرنا کوئی قابل ملامت عمل نہیں بلکہ ذِكْرُ الْاَبْرَارِ تَنَزُّلُ الرَّحْمَةِ کا باعث ہوتا ہے اور وہ مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ کا مصداق ہوتا ہے۔

احادیث مبارکہ میں بھی ایسے واقعات ملتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اشج عبدالقیس کو فرمایا: اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ تجھ میں دو ایسے وصف ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں بردباری و سنجیدگی۔ پھر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بطور ترغیب صالح قوموں کا ذکر خیر اور مغضوب علیہ قوموں کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

میاں محمد حنیف مرحوم بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کمر بستہ رہنے والوں میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ عقیدۂ توحید میں پختہ فرض نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نماز اشراق اور نماز تہجد بھی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ کثرت تلاوت قرآن مجید، اوراد و وظائف میں رطب اللسان رہتے، خوش اخلاق، کم گو اور معاملات میں کھرے انسان تھے۔ اسی طرح صدقہ و خیرات بھی حسب توفیق کثرت سے کرتے بلکہ خدمت خلق کے کاموں کو وہ اپنا فرض سمجھتے تھے، اسی خدمت خلق کی وجہ سے علاقہ بھر کے لوگ انھیں عزت و شرف کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اوصاف حسنہ سے متصف العبد المومن يستريح من نصب الدنيا واذاها الى رحمة بے ضرر انسان تھے اور هذا اثنيتم عليه خيرا فوجبت له الجنة کا مصداق جنازہ میں شریک ہر ایک کی زبان پر ایک ہی کلمہ تھا کہ محمد حنیف اچھا آدمی تھا

یوں تو مرحوم کی ساری اولاد اخلاق حسنہ سے متصف اور دینی تعلیم سے آشنا ہے مگر ایک بیٹا محمد نواز ساجد جو کہ ماشاء اللہ جامعہ اہلحدیث لاہور کے فارغ التحصیل ہیں اور دین اسلام کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ یقیناً یہ مرحوم کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے دیگر بیٹوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور مرحوم کی بشری خطاؤں سے درگزر فرما کر انھیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

□□□

اک بار خطا ہو جاتی ہے سو بار ندامت ہوتی ہے

انسانی تخلیق کا مقصد

طاہر علی صارم متعلم جامعہ اہلحدیث لاہور

اسلام ایک معتدل اور مستقل مزاج دین ہے اور مستقل مزاجی کو پسند کرتا ہے۔ اگر ہم کائناتی نظام کا سرسری سا جائزہ لیں تو بلاشبہ کائنات کے ہر ذرے میں ہمیں یہ چیز کارفرما نظر آئے گی کیونکہ مستقل مزاجی ہی منزل مقصود تک پہنچاتی ہے۔ مثال کے طور پر سورج ہی کو لیجیے وہ صبح کو طلوع ہوتا ہے اور اپنے وقت مقررہ پر غروب ہو جاتا ہے، اسی طرح چاند کا سلسلہ ہے لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک منٹ بھی رُک جائے یا تاخیر کا شکار ہو جائے تو کائناتی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اگر ہم موسموں کی بات کریں تو یہی عنصر کارفرما دکھائی دیتا ہے۔ موسم بہار ہر سال لوگوں کے چہروں پر خوشیاں بکھیرتا ہے۔ وقت کی مناسبت سے یہی حال دیگر موسموں کا ہے۔ الغرض کائنات کی جس چیز کا چاہیں تجزیہ کر لیں ہر چیز میں کسی نہ کسی حد تک آپ کو مستقل مزاجی کا عمل دخل ضرور نظر آئے گا۔

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہ انسانی زندگی کے لیے صدابہار ہے۔ اس کے فوائد صرف کسی ایک دن یا مہینے تک محدود نہیں۔ ہاں البتہ بعض دنوں اور بعض مہینوں کو کچھ فضیلت ضرور حاصل ہے جیسا کہ رمضان المبارک معروف ہے۔ جس کے متعلق عام مسلمانوں کا خیال ہے کہ بس یہی بخشش ومغفرت کا مہینہ ہے لہٰذا اس کی تمام راتیں جاگ کر گزار لیں اور اپنے رب کو راضی کر لیں۔ باقی گیارہ مہینے شتر بے مہار کی طرح زندگی بسر کریں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن ایسا ہرگز جائز نہیں کیونکہ شعائر اسلام پر مستقل مزاجی سے عمل پیرا ہونا ہی ذریعہ نجات کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ تو ہر رات کے آخری حصہ میں آسمان دنیا پر تشریف لا کر آواز لگاتا ہے: ''ہے کوئی بخشش مانگنے والا؟ ہے کوئی رزق کا طلب گار ہے کوئی شفاء کا متلاشی؟ میں اُسے یہ سب کچھ عطا کردوں۔''

خوش نصیب ہے وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا، ساری دنیا سوئی ہے اور یہ کبھی رکوع کرتا ہے تو کبھی سجدہ اور رو رو کر کہتا ہے یا اللہ! مجھے معاف کردے، میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا، یہ اپنے گناہ آلود جسم کو اللہ کی رحمت کے قطروں سے صاف کر رہا ہوتا ہے اور اس کی بے پناہ رحمتوں کو سمیٹنے میں مگن ہوتا ہے، بالآخر یہ بخشش ومغفرت کے سرٹیفکیٹ جاری کروا لیتا ہے۔

ایسے انسان کے دل سے حسد وبغض، نفرت وکینہ، منافع خوری، ناپ تول میں کمی اور ذخیرہ اندوزی جیسی برائیاں ختم ہو جاتی ہیں پھر اس کے اندر اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ اس کے دل میں ہر بندۂ مومن کی عزت واحترام کا جذبہ جاگزیں ہوتا ہے، ہر انسان اس کی عزت کرنے لگ جاتا ہے کیوں؟ یاد رکھیں جو اللہ کے حضور سربسجود ہو گیا کائنات کی تمام عزتیں اس کے قدموں میں ڈھیر ہو جاتی ہیں اور جو اللہ کو بھلا کر لوگوں کی خوشنودی کے حصول کے لیے اپنے رب کی نافرمانی کرے گا اللہ کی قسم! کبھی عزت نہیں پا سکے گا۔

ہمارے بے شمار مسلمان بھائی ایسے بھی ہیں جو صرف رمضان کو ہی بخشش ومغفرت کا مہینہ سمجھتے ہیں، اسی مہینے میں نماز پڑھتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت کو نیکی وثواب کا عمل سمجھتے ہیں اور کثرت سے استغفار کرتے ہیں۔ شاید انہیں معلوم نہیں کہ ہمارا رب تو ایسا ہے جسے نیند تو کیا اونگھ بھی نہیں آتی، وہ ہر وقت انسان کی سنتا اور قبول کرتا ہے رمضان ہو چاہے غیر رمضان۔ لہٰذا ایسے بھائیوں کو مستقل مزاجی اختیار کرتے ہوئے اللہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدوں کی پاسداری کرنی چاہیے اور اعمال صالحہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانا چاہیے۔

اٹل گفتار ابھرنے نہیں دیتے ان کو

یاد رکھیں! بندۂ مومن کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہوتا بلکہ اُس کا ہر عمل کتاب و سنت کے مطابق اور اخلاص سے مزین ہوتا ہے، وہ کبھی بھی اپنے رب کے ساتھ کیے ہوئے وعدے سے انحراف نہیں کرتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ "جس نے پاس عہد نہ کیا، اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔" معلوم ہوا کہ جو اپنے عہد کو پورا نہیں کرسکتا وہ دین اسلام کا مدعی تو کیا مسلمان بھی کہلانے کا حق نہیں رکھتا۔ گویا انسانی زندگی کا کوئی بھی پہلو اٹھا کر دیکھا جائے تو اس کا حسن، اسکی بقا اور اس کا استحکام عہد کی پابندی اور وعدے کے ایفاء پر قائم ہے۔

کتنے ہی ایسے کلمہ گو ہیں جو رمضان المبارک میں تو پانچوں وقت کی نماز با جماعت ادا کرتے ہیں، بلا ناغہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، نفل و نوافل بھی کثرت سے پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ و صدقات سے اپنے غریب مسلمان بھائیوں کی مدد بھی کرتے ہیں لیکن رمضان کے گزرتے ہی انھیں اذان کی آواز تو سنائی دیتی ہے مگر نماز پڑھنا تو دور کی بات ہے دو منٹ کے لیے اپنا ٹی وی بھی بند نہیں کرتے، غریب و نادار لوگ ان کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں لیکن یہ خیرات دیے بغیر ہی گزر جاتے ہیں یہ کون ہیں؟ جو رمضان میں ساری رات قیام کرتے اور لاکھوں روپے خرچ کرتے تھے جبکہ 30 روزے رکھ کر ریفریشر کورس سے ان کی زندگیوں میں انقلاب آنا چاہیے تھا، لیکن افسوس! ایسا دیکھنے کو نہیں مل رہا۔

آج اُمت مسلمہ کی حالت پر غور کریں تو ہر روز سینکڑوں مساجد میں درس قرآن ہوتے ہیں، صبح و شام مسلم ممالک کے اندر لوگ وعظ کرتے ہیں، رمضان میں کھڑے ہو کر لوگ پورا قرآن سنتے ہیں، دینی کتابوں اور دینی تقریروں کی کوئی کمی نہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ نہ آنکھیں نم ہوتی ہیں، نہ دل خوف خدا سے لرزتے ہیں، نہ زندگی میں کوئی تبدیلی آتی ہے اور نہ ہی ملت کی حالت بدلتی ہے۔ دراصل اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ: **وجعلنا قلوبھم قسیۃ** ان کے دلوں کو سخت کر دیا گیا ہے اب نہ ان پر کتاب اثر کرتی ہے اور نہ وعظ و نصیحت۔

اسی طرح بندۂ مومن کی نشانی ہے کہ اُس کا ہر عمل کتاب و سنت کے مطابق اور اخلاص سے مزین ہوتا ہے وہ اپنے رب سے کیے ہوئے وعدے کو کبھی نہیں بھولتا۔ اسی لیے وہ ہر حال اور ہر وقت اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اور کوئی کام کرنے سے پہلے کئی مرتبہ سوچتا ہے کہ کہیں اللہ کی نافرمانی نہ ہو جائے اور اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو وہ فوری طور پر توبہ و استغفار کے لیے اپنے رب کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، اُسے معلوم ہے کہ توبہ کرنا انبیائے کرام علیہم السلام کا شیوہ ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "اے لوگو! تم اپنے رب کی طرف توبہ کرتے رہا کرو، اللہ کی قسم! میں ایک دن میں سو مرتبہ اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔" (مسلم: 2702)

خود امام الانبیاء، جو پوری کائنات سے اعلیٰ و افضل ہیں اُن کی راتیں مصلے پر قیام اور رکوع و سجود میں گزرتیں تھیں۔ بالآخر خود رب العالمین کو کہنا پڑا: يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝ "اے چادر میں لپٹنے والے! رات کو قیام کیجیے مگر تھوڑا سا یعنی رات کا نصف یا اس سے بھی تھوڑا سا کم کیجیے یا اس پر کچھ زیادہ کیجیے" (مزمل: 1 تا 3) لیکن ہم کیسے مسلمان ہیں؟ جو دن رات اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور ساتھ یہ رٹ بھی لگا رکھی ہے کہ اللہ غفور الرحیم ہے۔

شیطان انسان کا ازل سے دشمن ہے وہ نہیں چاہتا کہ انسان مستقل مزاجی سے اپنے دین پر کاربند رہے اور اپنے خالق حقیقی کا محبوب بندہ بن جائے بلکہ وہ تو ہر وقت انسان کو گمراہی کی طرف ورغلاتا رہتا ہے حتیٰ کہ ذہنی طور پر اس کو اس حد تک مطمئن کر دیتا ہے کہ بذات خود انسان کہنے لگ جاتا ہے کہ چلو کوئی بات نہیں کہ ایک آدھ اسلامی شعائر کو ترک کرنے سے اسلام کی عمارت گرنے تو نہیں لگی۔ بعینہ اسی طرح شیطان مسلمان کو اسلام کے تمام ارکان سے غافل کر دیتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ انسان ہدایت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

ہر مسلمان کو چاہیے کہ ایسے شیطانی ہتھکنڈوں سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ "اے ہمارے

رب! ہمارے دلوں میں نورِ ہدایت پیدا کرنے کے بعد ہمیں کج روی میں مبتلا نہ کرنا اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، بیشک تو بڑا ہی عطا کرنے والا ہے" (آل عمران:8) اسکے ساتھ یہ بھی دعا کثرت سے کرنی چاہیے کہ: يَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ "اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔"

یاد رکھو! نیکیوں کے بعد برائیوں کا ارتکاب کرنا اور پھر توبہ نہ کرنا اپنی نیکیوں کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ کیا آپ ایسے شخص کو عقلمند تسلیم کریں گے جو 2 لاکھ روپیہ لگا کر مکان تعمیر کروائے اور مکمل ہونے پر خود ہی اُسے گرانا شروع کردے۔ بعینہٖ ایسا شخص جس نے دن رات اللہ کی عبادت وریاضت کرکے اُس سے آئندہ گناہ نہ کرنے کا وعدہ کرکے بخشش طلب کی ہو، پھر وہ مخصوص ایام کے گزر جانے کے بعد اپنے خالق حقیقی سے کیے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی شروع کردے تو کیا ایسا شخص اجر کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایک مثال کے ذریعے سمجھا رہے کہ: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا "اور تم لوگ اُس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا دھاگہ مضبوط کاتنے کے بعد ریزہ ریزہ کر ڈالا۔" (النحل:92)

آیت مذکورہ میں اہل ایمان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ کہیں وہ اپنے اعمال کے بل بوتے پر گھمنڈ نہ کر بیٹھیں اور اسی رو میں بہہ کر کہیں اپنے اعمال ضائع نہ کر بیٹھیں بلکہ اپنے اعمال صالحہ کی قبولیت کے لیے انہیں اللہ کے حضور دعا کرنی چاہیے اور مستقل مزاجی اختیار کرتے ہوئے اعمال صالحہ پر کاربند رہنا چاہیے۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو چند دنوں کے روزے رکھ کر اور راتوں کا قیام کرکے مسجدوں کے دروازوں کو ہی بھول جاتے ہیں اور صرف اسی پر اکتفا کر بیٹھتے ہیں کہ ہم نے سارے سال کا ثواب تو ایک مہینے ہی میں جمع کر لیا لہٰذا ہمیں کسی نیکی کی ضرورت نہیں بھلا ایسے کم عقلوں کو کون سمجھائے؟ جبکہ نجات اُس شخص کی ہوگی جس نے زبان سے کہہ دیا: قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ اور اپنے اعمال وکردار سے ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کا ثبوت مہیا کیا۔

آخر میں مضمون کے عنوان کی مناسبت سے اس بات کو بھی واضح کرتا چلوں کیا کبھی ہم نے سوچا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا ہے اور ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ جبکہ اللہ ذوالجلال خود فرماتے ہیں وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ "اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔" ہر کلمہ گو انسان اپنے گریبان میں جھانکے اور اپنی گذشتہ زندگی کا احتساب کرے کہ آیا اُس نے اس فریضہ منصبی کو کس حد تک پورا کیا ہے، اگر بخوبی ادا کر رہا ہے تو شکر کرے اگر نہیں تو فکر کرے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ عقیدۂ توحید اور عمل صالح پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس عہد کی پاسداری کا مظاہرہ کرے جو نماز کی ہر رکعت میں کرتا ہے: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں" (الفاتحہ:4)

عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا ہی حق ہے۔ اُسے چھوڑ کر غیر اللہ کے سامنے عاجزی وانکساری کا اظہار کرنا، ان سے حاجتیں طلب کرنا، گدی نشینوں کو مدد کے لیے پکارنا، قبر پرست ملنگوں کو اپنا رہبر ماننا، مساجد کو چھوڑ کر درباروں اور درگاہوں پر سجدہ ریزی کرنا اور وہاں کے متولیوں سے اُمیدیں وابستہ کرنا، بھنگی وچرسی عزتوں کے لیٹروں کے سامنے دستِ دراز پھیلانا، نیز غیر اللہ کے نام کی نذر ونیاز دینا تخلیق انسانی اور اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدے "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں" کی سراسر خلاف ورزی ہے۔

تبلیغی لٹریچر مفت حاصل کریں

20 روپے کے ڈاک ٹکٹ (برائے خرچہ ڈاک) بھیج کر درج ذیل اشتہارات مفت حاصل کریں۔ نیز مخیر حضرات اس سلسلہ میں ادارہ سے خصوصی تعاون بھی فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا

☆ احکام باری تعالیٰ ☆ ارشادات نبوی ﷺ ☆ اقوال سیدنا ابوبکر صدیقؓ ☆ اقوال سیدنا عمر فاروقؓ ☆ اقوال سیدنا عثمان غنیؓ ☆ اقوال سیدنا علی المرتضیٰؓ ☆ اقوال مجدد الف ثانیؒ ☆ اقوال امام غزالیؒ ☆ اقوال شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ☆ اقوال حضرت فضیلؒ

(منجانب: عبدالشکور ساقی مدیر ادارہ تبلیغ ومدرسہ ابوذر غفاریؓ ریل بازار کھڈیاں خاص ضلع قصور 0301-3372097)

مولانا محمد یوسف راجووالوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عنایت اللہ امین (مدرس دارالحدیث راجووال)

قسط نمبر 7

باباجی کا یادگار درس

الہ آباد ضلع قصور کے قریب جنوبی جانب ایک معروف گاؤں ڈھیٹ ہے وہاں پہلے مسلک اہل حدیث کی مسجد نہ تھی۔ مقامی جماعتی دوست محمد سلیم کی دعوت پر (1999ء) میں گاؤں سے باہر برلب سڑک مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ سنگ بنیاد کے موقع پر جو مولانا صاحب نے درس دیا اس کا خلاصہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس پروگرام میں چونکہ راقم اور ایک طالب علم منظور احمد باباجی کے ساتھ تھے۔

سامعین میں اکثر دیوبندی حضرات تھے۔ باباجی نے قرآن پاک سے وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ آیت پڑھ کر بیان اس طرح شروع کیا کہ جب دنیا میں آخری نبی ﷺ ہے اس وقت سے حدیث ہے اور جب سے حدیث ہے تب سے اہل حدیث ہیں۔ الحمد للہ اہلحدیث ایک قدیم جماعت ہے کوئی جدید فرقہ نہیں۔

نبی کریم ﷺ کی شان میں ایک حدیث بیان کی جس میں آتا ہے کہ آپ کا وزن پہلے ایک آدمی پھر دس پھر سو پھر ہزار سے کیا گیا لیکن آپ وزن میں سب سے بھاری تھے اس میں حکمت یہ تھی کہ جس طرح آپ کی ذات سب پر بھاری ہے ایسے ہی آپ کی بات بھی سب پر بھاری ہے، جس طرح وزن میں آپ کے برابر کوئی نہیں، اسی طرح بات میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ آسمان جنبد زمین جنبد لیکن گل محمد نہ جنبد۔

لہٰذا ملک میں آپ کی شریعت کے علاوہ کوئی دوسری شریعت نافذ نہیں ہو سکتی۔ تائید میں مسلمان اور منافق کے مابین فاروقی فیصلہ اور آپ ﷺ کے سامنے حضرت عمرؓ کا آسمانی کتاب تورات پڑھنے پر آپ کی ناراضگی بیان کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ روز قیامت حسرت سے ہاتھ کاٹے گا۔ یوم یعض الظالم علی یدیه یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا۔ قیامت کے دن نبی کریم ﷺ یہ نہیں فرمائیں گے کہ: وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا. (الفرقان:30) کاش! یہ لوگ کتاب اللہ کو نہ چھوڑتے اور آج یہ ذلت نہ اٹھانی پڑتی۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ''اے نبی ﷺ! کہہ دیجیے اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو پھر میری فرماں برداری واتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا'' (آل عمران:31) کی روشنی میں بیان کیا۔ محب اور محبوب، مطیع اور مطاع ثواب میں برابر شریک ہیں یعنی نبی پاک ﷺ اُمتی کے عمل صالح کے ثواب میں برابر کے شریک ہیں کیونکہ الدال علی الخیر کفاعلیه کی صدا برحق ہے۔

مزید وضاحت کے لیے ایک مثال پیش کی کہ چند شاگرد اپنے اُستاد کو دبا رہے تھے کہ شاگردوں نے سوال کیا، کہ اُستاد جی اس خدمت کا ثواب ہمیں ملے گا یا نہیں؟ اُستاد فرمانے لگے ضرور ثواب ملے گا، لیکن پہلے مجھے بعد میں آپ کو ملے گا۔ شاگرد حیران ہو کر پوچھنے لگے جناب یہ کیسی خدمت ہم کر رہے ہیں کہ ثواب بھی ہمیں ہی ملے گا تو آپ کو ثواب کیسے ملے گا؟ میں موقع دوں گا تو آپ ثواب کے مستحق ہوں گے، لہٰذا میں بھی ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہوں، ایسے ہی نبی کریم ﷺ اُمتی کے ثواب میں شریک ہیں۔

اس کے بعد مولانا صاحبؒ نے عقیدۂ توحید پر چند مثالیں بیان

کیں کہ ایک اُستاد کے ہاں چند شاگرد زیر تعلیم تھے ۔ایک دن اُستاد نے بطور امتحان چند شاگردوں کو ایک ایک حلال جانور دیا کہ ان کو ایسی جگہ ذبح کر کے لاؤ جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔تمام طلبہ نے ادھر ادھر چھپ کر اپنا اپنا جانور ذبح کر کے استاد کے سامنے پیش کیا،لیکن ایک شاگرد زندہ جانور لے آیا۔اُستاد نے سوال کیا کہ تم نے اپنا جانور ذبح کیوں نہیں کیا؟باقی ذبح کر لائے ہیں۔وہ شاگرد کہنے لگا کہ استاد جی آپ نے شرط لگائی تھی کہ ایسی جگہ ذبح کرنا ہے جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو،میں جہاں چھپتا تھا وہاں اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا تھا،مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں مجھے اللہ تعالیٰ نہ دیکھ رہا ہو،اس لیے میں زندہ واپس لے آیا ہوں۔اُستاد فرمانے لگے کہ ان میں سے یہ شاگرد کامیاب ہے جس کو اللہ کی معرفت اور توحید کی نعمت نصیب ہوگئی ہے۔کاش!کہ ہمیں بھی یہ نکتہ سمجھ میں آجائے۔

فہم توحید کے لیے عام فہم مثال بیان کی کہ دیکھو انسانی جسم میں کان دو ہیں تیسرا کان نہیں ہے۔مقصد یہ ہے کہ ایک سے قرآن سنو اور دوسرے سے حدیث سنو۔آنکھیں دو ہیں تین نہیں،تا کہ ایک سے قرآن مجید دیکھ کر پڑھو اور دوسری سے حدیث۔پاؤں دو ہیں تین نہیں یعنی ان سے چل کر مکہ جاؤ یا مدینہ مگر دل و دماغ زبان ایک ہے،مقصد یہ ہے کہ ذکر اور ورد بھی ایک اللہ ہی کا ہونا چاہیے کسی دوسرے کا نہیں۔

کس قدر بے انصافی ہے کہ جانور اللہ نے دیا،اُس کا چارہ گھاس وغیرہ اللہ نے دیا لیکن افسوس کی بات ہے کہ بھینس کا دودھ اُمتی بطور نذر و نیاز دربار و درگاہ پر لے کر جا رہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ۔

پھر مناقب صحابہؓ کے متعلق مولانا نے بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ صحابہ کرامؓ میں اول درجہ پر فائز ہیں جن کے لیے قیامت کے دن جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے،یہ صرف سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے لیے اعزاز ہے حالانکہ جنت میں داخل تو ایک دروازے سے ہونا ہے جس سے ثابت ہوا کہ ہم لوگ جنت کے متلاشی ہیں لیکن جنت ابوبکر صدیقؓ کی منتظر ہے۔اولادِ آدم کے جس قدر اعمال صالحہ آسمان پر جاتے ہیں اس قدر ابوبکر صدیقؓ کے عمل صالح برابر اللہ کے ہاں جاتے ہیں۔

فرشتوں کی تعداد انسانی مخلوق سے 500 گنا زیادہ ہے جبکہ آسمانوں کے اوپر بیت اللہ کی مانند بیت المعمور اللہ کا گھر ہے جس میں بیک وقت ستر ہزار فرشتے اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور جس نے ایک دفعہ سجدہ کر لیا اسے قیامت تک دوبارہ موقع نہیں ملے گا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:وما يعلم جنود ربك الا هو اس کے بعد نوح علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نوحؑ کی عمر 17 صدیاں 80 سال تھی لیکن قرآن نے ساڑھے نو سو سال ذکر ہے جو تبلیغ میں صرف ہوئی۔فرشتوں کی کثرت اس قدر ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کی نیکیاں شمار کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے اگرچہ اس کام میں عمر نوح خرچ ہو جائے(سبحان اللہ)

سیدنا عثمان غنیؓ کے متعلق فرمایا کہ میری قبر سے لے کر عثمان غنیؓ کی قبر تک درمیان میں جتنی بھی قبریں ہیں ان کو بغیر حساب کے بخش دیا جائے گا۔یہ وہ عثمان غنیؓ ہیں جن کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں تھیں۔تاریخ انسانی میں یہ امتیازی اعزاز صرف حضرت عثمانؓ کے حصہ میں آیا ہے۔ان کی وفات پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا:میں عثمان پر اس قدر راضی ہوں اگر میرے پاس مزید لڑکیاں ہوتی تو میں کیے بعد دیگرے عثمانؓ کے نکاح میں پیش کر دیتا جبکہ 40 اور 70 کی روایت عام مشہور ہے اسی طرح 100 کی روایت بھی ملتی ہے۔

یہ تاریخ دمشق لابن عساکر ج 15 ص 120 میں ہے اس مذکورہ حوالہ کی خاطر استاد محترم نے یہ کتاب 1995ء میں ساڑھے چھ ہزار روپے کی خریدی تھی۔راقم الحروف بھی ساتھ تھا،اس سے آپ احباب مولانا صاحبؒ کے علمی ذوق کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے گھر میں ایک دفعہ کھانا تیار ہوا،تو آپ نے دعا کی کہ اے اللہ!اپنا کوئی محبوب بندہ بھیج جو میرے ساتھ مل کر کھانا کھائے تو حضرت علی المرتضیٰؓ آگئے۔آپ نے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔

حضرت علیؓ سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے شوہر، نبی ﷺ کے داماد ہیں ان کو کئی بار آپ کی نیابت کا شرف بھی حاصل ہے۔

یہ صحابہ کرامؓ کی وہ مقدس جماعت ہے جن کو ایمان کی حالت میں دیکھنے والے تابعین پر بھی اللہ نے جہنم حرام کر دی ہے۔ آخری خلاصہ میں جو بیان کیا وہ الفاظ قابل غور ہیں۔ کیا حضور ﷺ کے بعد ابو بکر صدیقؓ کے نام پر صدیقی مذہب یا حضرت عمر فاروقؓ کے نام پر فاروقی مذہب یا عثمان غنیؓ کے نام پر عثمانی یا علوی مذہب رائج ہوا تھا نہیں، ہرگز نہیں۔ حالانکہ بعض مسائل میں صحابہ کرامؓ کا اختلاف بھی تھا، لوگو آج کسی امام کا مذہب کیسے رائج ہو سکتا ہے۔ تمام ائمہ کرام عالی مقام پر فائز ہیں، فقہائے عظام کا احترام مسلمہ ہے لیکن شریعت محمدی کلید جنت است۔

کیا ہمیں تکبر زیب دیتا ہے؟

پروفیسر رحمت علی بھاپوری

یہ ایک فطری امر ہے کہ جب لوگ اقتدار کی کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں تو ان کے اردگرد سلیوٹ کرنے والے لوگ خود بخود جمع ہو جاتے ہیں۔ تقریبات میں ان کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے دعوت دی جاتی ہے۔ لوگوں کا معاشی کیریئر ان کی جنبش قلم کا محتاج ہو جاتا ہے۔ زندگی کی رونقیں اور شان وشوکت ان کے ہم رکاب ہو جاتی ہے۔ تب ان کے دماغ میں رعونت اور تکبر کا خناس مادہ داخل ہو جاتا ہے، پھر وہ دھرتی پر لوگوں کے مقدر کے معمار بن کر خود کو ماورائی طاقت کی حامل شخصیت یا مافوق الفطری صلاحیت کی حامل شے یا فوق البشر سمجھنے لگتے ہیں۔

عہدہ، اختیار اور اتھارٹی کی اس پوزیشن پر متمکن ہو کر ان کی عقل ماؤف ہو جاتی ہے اور وہ اپنی حقیقت واصلیت کو فراموش کر دیتے ہیں۔ حالانکہ صداقت یہ ہے کہ ان کی ہستی کا آغاز پانی کے خلاصے سے ہوا، اس پانی یا آب حیات سے نطفہ بنا۔ نطفے کو اللہ تعالیٰ نے ماں کے رحم کے اندر محفوظ کر دیا، اس سے خون کا لوتھڑا بنایا۔ خون کے لوتھڑے سے بوٹی بنائی، بوٹی سے ہڈیاں بنائیں۔ ہڈیوں پر گوشت چڑھا کر انہیں ایک متوازن ومتناسب صورت دے دی۔ اس کے بعد اس سانچے میں روح پھونک دی، اس کے بعد اسے بچہ بنا کر دھرتی پر بھیج دیا یعنی یہ ننھا وجود ماں کے شکم سے نکل کر زمین پر آ گیا۔ بعد ازاں اسے جوانی دی، جوانی کی بہار کو ادھیڑ عمر اور ادھیڑ عمر کو بڑھاپے سے بدل دیا۔ آخر کار ان تمام حیرت انگیز منازل سے گزار کر انسان کو موت سے ہمکنار کر دیا۔ یہ ہے انسانی وجود کی اصل کہانی۔

یہ انسان جو اپنے وجود کا بھی مالک نہیں ہے۔ جوانی وطاقت اور خزانوں کا امین بن کر خود کو دھرتی کا رب اور ظل الٰہی سمجھنے لگتا ہے۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ بخار کا ایک جھٹکا اس کی کمر توڑ دیتا ہے اور یرقان کا ایک حملہ اس کی ہستی کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ زمانے کی تلخیاں اس کی روح کو اندر سے ہلا دیتی ہیں اور موت اس کی ہستی کا خاتمہ کر کے اسے شہر خاموشاں میں پہنچا دیتی ہے۔ لیکن یہ بے بصیرت انسان پھر بھی زمین پر اکڑ کر چلتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نہ تو یہ ایڑی مار کر زمین کو پھاڑ سکتے ہیں اور نہ ہی آسمان کی بلندی کو پہنچ سکتے ہیں، اس کم بخت کی گردن میں رعونت کی سلاخیں نصب ہو جاتی ہیں اور اس کے بعد یہ کمزور انسان دھرتی پر فساد کے شعلے بھڑکاتا ہے۔ یہ ظالم انسان پھر ہلاکت آفریں آلات جنگ کے استعمال سے ہنستے بستے شہروں کو آن واحد میں موت کی نیند سلا دیتا ہے اور دھرتی پر خون کی ندیاں بہاتا ہے حالانکہ اسے پتا نہیں کہ موت کا فرشتہ اس کی چھاتی پر سوار ہونے کے لیے تیار کھڑا ہوتا ہے، لیکن یہ بدنصیب اپنی موت کے لمحے کو بھول دوسروں کے لیے قہر وجبر کی علامت بن جاتا ہے، یہ دہشت گردی کے مظاہر تخلیق کرتا ہے۔ آخر کار اس کے عیش واقتدار کے دن گنے جا چکے ہیں۔ اس کے شیش محلوں کے اوپر ہلاکت کی آندھیاں چلتی ہیں اور اس کے عالی شان عشرت کدے اینٹ پتھر کے ویران کھنڈرات میں بدل جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں سرکش قوموں کی تباہی وبربادی کے واقعات کا مطالعہ کریں تو یہ بات پوری طرح عیاں ہو کر سامنے آئے گی کہ متکبرین کا انجام ان کے لیے ہلاکت کا پیغام لایا اور اس کے بعد دنیا نے ان کے افسانے سنے کہ کس طرح ان کے اقتدار کا آفتاب ڈوب گیا۔

موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشاں ہونا

مولانا جان محمد حقانی رحمہ اللہ

عبداللہ امانت محمدی

اس کائنات میں ہزاروں ایسی عظیم ہستیوں نے آنکھ کھولی کہ جن کی جلائی ہوئی شمعوں سے زندہ قوموں کو سیدھا راستہ ملتا ہے۔ توحید و سنت کی دعوت کے ایسے ہی کارواں کے ایک رہنما ''مولانا جان محمد حقانی'' بھی تھے جنھیں ہم سے جدا ہوئے آج آٹھ ماہ گزر چکے ہیں۔ مولانا صاحب بیماری کی حالت میں جناح ہسپتال رہے اور 30 نومبر 2013ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انھیں لاہور سے اُن کے آبائی گاؤں لایا گیا اور وہاں کے قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔

آپ نے شہرت یافتہ عالم دین اور شعلہ بیاں خطیب کے طور پر اپنا لوہا منوایا اور اپنی ساری زندگی فی سبیل اللہ وقف کر دی۔ 73 سال کی زندگی میں آپؒ وہ کام کر گئے جو قوم کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنا۔ ان کا کردار پورے ضلع پر ظاہر ہے جس کا اعتراف اس وقت علماء کرام اور عام لوگ بھی کر رہے ہیں، مولانا صاحبؒ ہمیشہ قرآن وحدیث کی روشنی میں حق کی آواز بلند کرتے اور شرک وکفر کی مذمت کرتے کبھی گھبراتے نہیں تھے کیونکہ آپ سچے محب رسول ﷺ تھے۔

حقانی صاحب نے عاجزانہ طور پر توحید کی دعوت شروع کی، دیہات میں صرف چند گھر اہل توحید کے تھے۔ تقریباً 15 ہزار سے زیادہ آبادی والے گاؤں میں حق بات سمجھانے کے لیے مولانا صاحبؒ نے دن رات ایک کر دیے۔ مولانا جان محمدؒ نے امامت اور خطابت بالکل مفت کی بلکہ خود مسجد کے ساتھ تعاون کرتے رہے۔ اللہ کے حکم، اُن کی محنت اور دعاؤں کی وجہ سے آج گاؤں میں چار مساجد اور ایک مدرسہ کتاب وسنت پر عمل کرنے والوں کا ہے۔ گاؤں کے ہمسائے قصبوں اور دیہاتوں میں آپ کی محنت سے بہت زیادہ پیغام توحید پھیلا۔ مولانا صاحب اپنی زندگی کے آخری دنوں تک دین کا کام کرتے رہے۔

آپؒ باطل کے خلاف کھڑے ہونے سے کبھی نہ کتراتے۔ ایک دفعہ دوسرے قصبے کے شیعہ حضرات ہمارے گاؤں میں گھوڑا لے کر اپنی رسم ورواج پر عمل کرتے آ رہے تھے۔ مولوی صاحب اکیلے ہی تلوار لے کر سڑک پر آ گئے، لوگوں کو پتہ چلا تو وہ بھی ساتھ دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ شیعہ پارٹی کو علم ہوا تو وہ خطرے کے ڈر سے واپس مڑ گئے۔

ہمارے دیہات میں مشرکوں کے اشارے پر عیسائی میلہ لگانے لگے۔ انھوں نے بہت زیادہ کھانے کا بھی انتظام کر لیا۔ آپؒ کو پتہ چلا تو اعلان کیا اور کہا: ایک دفعہ میلہ لگاؤ تو سہی، تمھارا حشر دنیا دیکھے گی، یہ سن کر عیسائیوں کا معتبر آدمی آیا اور کہا: ہم میلہ نہیں لگاتے، لیکن کھانا پکا ہے آپ اُس پر ختم پڑھ دیں۔ آپؒ نے فرمایا: دفع ہو جاؤ ہمارے نزدیک یہ بھی غلط ہے۔

بروایت حکیم ابوعبداللہ: حقانی صاحب نے شہادت کے جذبے سے حجامت بھی کر لی تھی۔ ایک آدمی نے سوال کیا: میرا بکرا سال سے بڑا ہے لیکن اس کے دانت نہیں گرے تو کیا قربانی ہو جائے گی؟ مولانا صاحب نے جواب دیا: ''تم بکرا سال سے چھوٹا کرو یا بڑا، عید سے پہلے کرو یا بعد میں، تمھاری قربانی نہیں ہوگی کیونکہ تم مشرک ہو اور شرک کرنے والے کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوتا''۔ ایسے بے شمار موقعوں پر، اللہ پر توکل کی وجہ سے باطل کبھی بھی آپؒ کے سامنے کھڑا نہیں ہو پایا۔

مولانا صاحبؒ توحید وسنت کی نشر واشاعت کرنا بہت پسند کرتے تھے۔ آپ نے ایک مضمون میں لکھا: لوگو! کسی سے دشمنی اور دوستی اللہ کے لیے کرو۔ جو شرک وبدعت کرتا ہوا فوت ہو جائے نہ اس کے لیے دعا کرنا نہ ہی اس کے جنازے میں شامل ہونا۔ لوگو! کہتے ہو میں نے اتنا قرآن پاک پڑھا ہے مگر قرآن پاک جن کاموں کے کرنے کا حکم دیتا ہے وہ تم کرتے نہیں اور جن سے منع کرتا ہے ان سے رکتے نہیں۔ میرے بھائیو! تمھیں قرآن مجید پڑھنے کا اجر اس وقت ملے گا جب تم اس پر عمل کرو گے اور اگر عمل نہیں تو نجات نہیں ہوگی۔ (بقیہ ص:8)

جماعتی خبریں

پریس ریلیز

جماعت اہل حدیث پاکستان کے امیر حافظ عبدالغفار روپڑی نے لائن آف کنٹرول پر ایک مرتبہ پھر بھارتی فوج کی بلا اشتعال فائرنگ کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ بھارت دہشت گردی جیسے گھناؤنے جرم کا مرتکب ہے اور دوغلی پالیسی پر کاربند ہے۔ آئے روز عالمی قوانین کی دھجیاں اڑاتے ہوئے لائن آف کنٹرول پر فائرنگ کر رہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انھوں نے جماعتی ذمہ داران کے وفد سے گفتگو کے دوران کیا۔

انھوں نے کہا کہ بھارت ایک طرف تو خطے میں امن قائم کرنے کی باتیں کرتا ہے مگر دوسری طرف امن کو سبوتاژ کرنے میں بھی پہل کر دیتا ہے۔ بھارت خطے میں اپنا دبدبہ قائم کرنے کے لیے اسلحہ کے ڈھیر لگا رہا ہے۔ امن کے قیام اور مذاکرات کی فضا کو یقینی بنانے کے لیے ہتھیاروں اور اسلحہ کے ڈھیر کی نمائش نامناسب ہے۔ انھوں نے گذشتہ شام چپراڑ سیکٹر، باجرہ گڑھی اور ہرپال سیکٹر کے دیہات میں بھارتی فوج کی اشتعال انگیز فائرنگ اور گولہ باری کی شدید الفاظ میں مذمت کی۔

مفسر قرآن مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی نے کہا کہ متعدد بار سرحدی حدود کی خلاف ورزی کیے جانے پر بھارت کیخلاف عالمی سطح پر دباؤ بڑھایا جائے۔ انھوں نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ملک میں جاری ''فحاشی مارچ'' کو ختم کرنے کے لیے فوری اقدامات کرے۔ تمام سیاسی و دینی جماعتیں مل کر پاکستان کی سالمیت اور ساکھ کو عالمی سطح پر خراب ہونے سے بچانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ ملک میں جاری انتشار اور فسادات کی صورتحال سے فائدہ اٹھا بیرونی قوتیں پاکستان کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ امریکہ، بھارت سمیت دیگر اسلام اور ملک دشمن طاقتیں پاکستان کو نقصان پہنچانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں۔ وقت کی ضرورت ہے کہ سیاستدان ذاتی مفادات کی بجائے ملک وقوم کی بہتری اور فلاح و بہبود کے لیے اتحاد کا مثالی مظاہرہ پیش کریں۔ اس موقع پر جماعت کے مرکزی رہنما مولانا شکیل الرحمن ناصر، حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی، مولانا شاہد محمود جانباز سمیت دیگر ذمہ داران نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ (منجانب: شعبہ نشرواشاعت جماعت اہل حدیث لاہور)

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان خوبصورت لڑکا جس کی عمر 23 سال اور تعلیم آئی کام ہے، اپنا ذاتی کاروبار ہے۔ اس کے لیے تعلیم یافتہ اور خوش اخلاق لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکی جس کی عمر 17 سال اور تعلیم F.A ہے، برسرروزگار اور نمازی و پرہیزی لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ خواہش مند حضرات درج ذیل نمبرز پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

(رابطہ نمبرز: 0300-8145095/0322-8425719)

ضروری اعلان

ایک افغانی بچہ عمر تقریباً 13 سال نام اسلام الدین ولد نقیب اللہ ہے۔ مدرسہ طوبیٰ دارالقرآن ساہیوال سے سنگین چوری کے بعد مفرور ہو گیا ہے۔ اگر اس نے کسی مدرسہ میں داخلہ لیا ہو یا کسی کو اس کے بارے میں معلومات ہو تو براہ کرم اس نمبر پر اطلاع دیں۔ شکریہ

(0300-9472384/0300-7692890)

ضرورت اُستاد

جامعہ صراط الہدیٰ مریدکے میں ایک محنتی و قابل اور قراءت میں ماہر قاری کی ضرورت ہے۔ خواہش مند حضرات رابطہ کر سکتے ہیں۔

اگر کہیں ضرورت ہو

ایک قاری صاحب جن کا 7 سالہ تدریسی تجربہ ہے۔ کسی ادارے میں ضرورت ہو تو درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

(رابطہ نمبر: 0303-4241181)

دعائے صحت کی اپیل

مولانا محمد نواز ساجد کے بھائی کا گذشتہ دنوں آپریشن ہوا ہے اور وہ صاحب فراش ہیں۔ تمام قارئین تہہ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو جلد از جلد صحتیاب فرمائے۔ آمین (دعاگو: وقار عظیم بھٹی)

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH
CPL-104
LAHORE

اور قرآن کو خوب ترتیل (تجوید) کے ساتھ پڑھو۔ (القرآن)
تم میں سے بہترین وہ ہیں جو قرآن سیکھے اور سکھاتے ہیں۔ (الحدیث)

زیر اہتمام
جامعہ اہل حدیث چوک دالگراں لاہور کے

فضیلۃ الشیخ قاری ادریس العاصم حفظہ اللہ کی زیر نگرانی

عظیم خوشخبری

داخلہ برائے تجوید

حفظ سے فارغ ہونے والے طلباء کے لیے سنہری موقع

خصوصیات

1. لہجات عرب کی خصوصی تربیت
2. تجوید کے ساتھ 2 سالہ درس نظامی کا نصاب
3. 2 سالہ وفاق المدارس کا نصاب
4. جامعہ کی طرف سے تجوید کی سند
5. وفاق المدارس سے الحاق شدہ
6. مدینہ یونیورسٹی کے فاضل اساتذہ کی خدمات
7. محنتی اور مشفق عملہ
8. نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کے لیے خصوصی انعامات
9. ادارہ ہذا کا مدینہ یونیورسٹی سے باقاعدہ الحاق
10. کورس کا دورانیہ 2 سال

شرائط داخلہ

① حافظ قرآن اور اُردو پڑھ لکھ سکتا ہو
② داخلہ کے وقت ہر طالب علم اپنے سرپرست یا والد کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ضرور ہمراہ لائے

حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور
0345-7656730 0423-7656730